بفضل و تائید آلٰہی سخن آفرین

درین ایام فرخندہ فرجام مجموعۂ کلام فیض التیام گلدستۂ
ہمیشہ بہار سالکِ دُر ہائے آبدار مشہورِ اطراف و اکناف

یعنی

دیوان فیض

من تصنیف ... حضرت مولانا فیض ... شیخ رحمۃ اللہ علیہ ... حیات الدین صاحب ...

باہتمام والاجناب مستغنی عن الالقاب محمد کریم الدین خان صاحب تحصیلدار
علاقۂ صرفخاص خلف اوسط نواب مشرف جنگ بہادر المتخلص بہ فیاض

در محبوب پریس حیدرآباد دکن مطبوع شد

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُس خالقِ ارض وسما کی ذاتِ پاک کی حمد لکھنا طاقتِ بشری سے باہر ہے۔ جس نے ملکِ ہستی کا نظم ونسق بے خوض وفکر فرمایا۔ اسی طرح اُس کے حبیب پاک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت قلمِ انسانی کے احاطۂ تحریر سے بہت بلند ہے۔ جس کے مطلعِ ظہور کی برکت سے اُستادِ ازل نے دیوانِ عالم کو مرتب کرکے اپنی قدرت کا کمال دکھایا۔ اور اُن کے برگزیدہ وممتاز اصحاب یعنی خلفائے اربعہ کے اوصاف کی رباعی بھی موزون کرنا آسان نہین ہے جنہون نے بنیادِ اسلام کو مضبوط واُستوار کیا اور چار وانگ عالم مین خدا سے برتر کا ڈنکا بجایا۔

امابعد یہ حقیر وہیچمدان محمد کریم الدین خلفِ نواب محمد فیاض الدین خان المخاطب بہ مشرف جنگ بہادر ارباب دانش وبنیش واصحاب سخن شناس

و قدر دانانِ کلام کی خدمت مین بصد ادب عرض پرداز ہے کہ یہ دیوان جو بصد
جستجو فراہم کرکے ملک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے میر حیات الدین صاحب
عرف اچھے میان مغفور کا ہے جو اپنا تخلص صاؔف رکھتے تھے۔ مرحوم
مجمع الکمالات قدوۃ السالکین شیخ العارفین کاشفِ علومِ معقول ومنقول
واقفِ رموزِ فروع و اصول مشہورِ زمانہ اُستاذ الاساتذہ افسر الشعرا حضرت
مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین محمد صاحب فیضؔ علیہ الرحمہ کے
فرزندِ رشید ہین۔ جن کا نامِ نامی دکن مین مثل آفتابِ درخشان کے
منور ہے اور جن کے فیض سے ملکِ دکن کے نامی گرامی شعرا نے
کمال حاصل کیا ہے۔ حضرتِ موصوف کا فیضِ باطنی و روحانی مُردہ دلونکو
زندہ کرنے والا تھا اور فیضِ سخن سے نہین معلوم کتنے شاعر دکن مین
بنادئیے حق تو یہ ہے کہ جو کچھ شعر وسخن کا چرچا ملکِ دکن مین ہو رہا ہے
اس کے بانی اور سرگروہ حضرت فیض علیہ رحمہ ہین۔ میرے والد ماجد
نواب مشرف جنگ بہادر سالانہ مشاعرہ اسی یادگار مین بہ تقریب
عرس مبارک منعقد کیا کرتے ہین۔ جس کا شہرہ دکن سے ہندوستان
تک ہے۔ ایسا نامی سالانہ مشاعرہ اس زمانہ مین کوئی نہین ہوتا چنانچہ اسکا
گلدستہ بھی شایع ہوا کرتا ہے۔

الغرض صاؔف صاحب ایسے باکمال شاعر کے خلفِ رشید ہین کہ انکو

تعارف کے لیے اس کمترین کو زیادہ تحریر کی مطلق حاجت نہین ہے ـ قضاے الہی سے مہلت نہ دی اور عین عنفوانِ شباب مین اپنے والد بزرگوار کے چھ سال بعد حضرتِ صاف نے انتقال فرمایا ورنہ تمام دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ صاف صاحب کمالات مین حضرتِ فیض کے سچّے جانشین ہین ـ پھر بھی اس قلیل زندگی مین جس قدر کلام آپ کی تصنیف سے شایع کیا جاتا ہے اُس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ صاف صاحب کی طبیعت مین نہایت درجے کی پاکیزگی اور معنی آفرینی تھی ـ فصاحت شاعری کی جان ہے اور بہ نسبت ادق اور پیچیدہ کلام کے شستہ اور صاف اشعار کا اثر بہت ہوتا ہے ـ صاف صاحب کی اس کم عمری کو لاحظہ کیجیے اور پھر اُن کے دیوان کو دیکھیے تو آپ حیرت کرین گے کہ کیسا ملکہ شاعری کا اللہ تعالےٰ نے انکی طبیعت مین ودیعت کیا تھا ـ

یہ امر بھی اربابِ سخن پر پوشیدہ نہ رہے کہ شاعری پچاس برس پیشتر کی ہے ـ کیونکہ صاف صاحب کو فوت ہوے چالیس برس سے زیادہ زمانہ گذرتا ہے ـ اُس زمانہ مین زبان اُردو اسقدر صاف نہین ہوئی تھی جیسی کہ آجکل کے زمانہ مین ہے ـ اور نہ شاعری اس رنگ کی تھی جو آجکل مقبول خیال کی جاتی ہے ـ مگر با وصف مذکورہ بالا باتون کے صاف صاحب نے جو طرز اختیار کیا ہے وہ ایسا پسندیدہ ہے کہ اب بھی

ویسا ہی لطف دیتا ہے جیسا کہ آجکل کے خوشگو شاعر کا کلام ہوتا ہے۔

اس کمترین کو بڑی دقّت فراہمی کلام مین واقع ہوئی کیونکہ حضرت موصوف نے اپنا کلام نہ تو مرتب کیا اور نہ اُس کو محفوظ رکھا۔ کمترین نے جہانتک کہ ممکن ہو سکا بڑی سعی کر کے اس قدر کلام فراہم کر لیا جو دیوانکی صورت مین شایع کیا جاتا ہے۔ میرے احباب کا بہت تقاضا تھا کہ جلد یہ دیوان زیور طبع سے آراستہ ہو اور مین نے بھی یہ خیال کیا کہ اس سے بہتر یادگار مرحوم کی کوئی نہین ہو سکتی کہ دیوان چھاپکر کلام زندہ کیا جائے اور دنیا مین جب تک کہ زبان اُردو قائم ہے اُن کا نام نامی شعرا کے گروہ مین شمار کیا جاے۔ بحمد اللہ کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور دیوان طبع ہو گیا۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ جو کچھ فروگذاشت ہوئی ہو اُسے نظرانداز فرمائین اور مصنّف کے ساتھ خاکسار کو بھی کلمۂ خیر سے یاد کرین۔

کمترین محمد کریم الدینخان

قطعۂ تاریخ طبع دیوانِ صاف از حافظ جلیل حسن جلیل سلمہ ربہ

اس سخن کو دیکھکر کہتے ہین مستانِ سخن	صاف کے دیوان کا ہر لفظ جامِ فیض ہے
ایک ہی نکلا ہے یہ تاریخ کا مصرعِ جلیل	دیکھو دیکھو صاف اندازِ کلامِ فیض ہے

۱۳۱۹ ف

نقاش محمد عبد الغنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجب شان الٰہی ہے سراپا فیض صاحب کا ۔ جسے دیکھو وہ ہے محو تماشا فیض صاحب کا
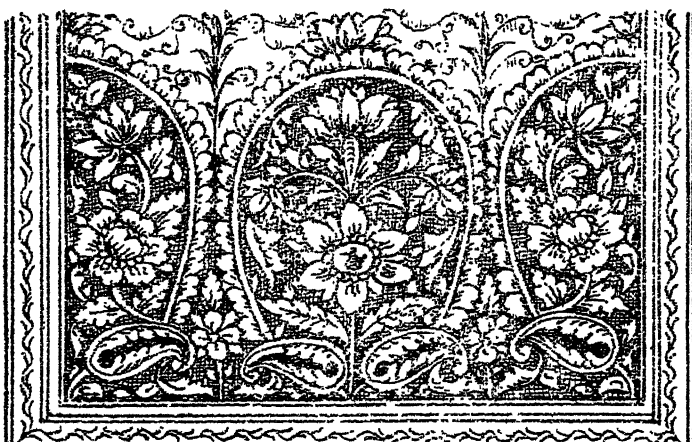
ادا ہر ہر قدم پر سجدہ شکرانہ کرتا ہون ۔ نظر آتا ہے جب نقش کف پا فیض صاحب کا

اٹھا کر طاق نسیان پر کہین معجز بیانی کو ۔ لب جان بخش اگر دیکھین مسیحا فیض صاحب کا

وہ دیوانہ ہون دم بھر صورت آدم نہ ٹھہرونگا ۔ اگر جنت مین یاد آجائے صحرا فیض صاحب کا

بنا ہے شش جہت نظرون مین اپنی آئینہ خانہ ۔ جدھر دیکھو نظر آتا ہے چہرا فیض صاحب کا

پس رحلت مزار پاک سے بھی فیض جاری ہے ۔ عجب ہے اسم والا با مسمّے فیض صاحب کا

ہماری چشم سے دیکھین جناب موسی عمران ۔ عیان ہر ذرے ذرے سے ہے جلوا فیض صاحب کا

وہان مرقد والا سے یہ آواز آتی ہے ۔ موے پر بھی ہے نام پاک زندا فیض صاحب کا

جنون یہ شرط الفت ہے رہے دم جبتلک دم مین ۔ تعشق دل مین ہو اور سر مین سودا فیض صاحب کا

مرا خامہ نہین عزت مین وہ طوبای جنت ہے
رقم کرتا ہون وصفِ قدِ بالا فیض صاحب کا

نہین کچھ خوف ہمکو گرمی خورشید محشر کا
ہمارے سر پہ ہے ای صاف سایا فیض صاحب کا

وصف لکھتا ہون کسی کی چشم بت خود کام کا
کاغذِ تحریر گویا پوست ہے بادام کا

خاک پر افتادہ ہون لیکن فلک پر ہی دماغ
کرسی عرش برین زینہ ہی میرے بام کا

جب نہ تب اگر مٹاتا ہے خطِ رخسار یار
ہاتھ ہو جائے قلم یارب کہین حجام کا

وا ہین زیر خاک بھی آنکھین ہوا سے دید مین
پیڑ تربت پر ہماری چاہیئے بادام کا

دشمن جان ہو چکا کہدو نکل جائے کہین
کام کیا پہلو مین ہے اپنے دلِ خود کام کا

روتی ہے حسرت ہماری بود اور نابود پہ
گور تو کیا ہے نشان تک بھی نہین ہی نام کا

جا بجا پھیرے ہین درد و غم کے ہجر یار مین
دخل کیونکر کلبۂ احزان مین ہو آرام کا

رات دن ہین ایکسان اے نور کے پتلے تجھی
گیسو و رخ مین ترے جلوہ ہے صبح و شام کا

فکر کل کی آج سے ہو جاتی ہے انسان کو
سوچنا اچھا نہین آغاز مین انجام کا

ای کمان ابرو ترے تیر مژہ کے عشق مین
ہو گیا چھلنی پپوٹا دیدۂ بادام کا

ایسا عجب ہوا ہون والۂ زلف بتان
پاس مجھکو اب رہا بھی نہین اسلام کا

رشک گلشن تجھکو ای سرو سہی کہتے ہین لوگ
شعلہ مجھکو ہوا پسینا سے ترے اندام کا

طفل آدم ہو نہ وہ شناشی پر خرد
جوہر ذاتی سے ترے رتبہ بیان صمصام کا

گور مجھکو کعبۂ مقصود سے کچھ کم نہین
صاف عالم ہے کفن مین جامۂ احرام کا

خفا جب وہ گلگوں قبا ہو گیا / ہر اک گل چمن سے ہوا ہو گیا

ہوئی خیر فضل خدا ہو گیا / ہر اک بت کا میں آشنا ہو گیا

رقم کیا کریں وصف گیسو کے ہم / قلم ہاتھ میں اژدہا ہو گیا

مٹا ہی پڑا بارے میں داغ خودی / ہوئی صبح شب زندہ دا ہو گیا

[illegible] اپنے جو تھے سو ہم / مرا خون رنگ حنا ہو گیا

یہ کیسی بہار آئی اب کے برس / مگر کیا ہمارا قبا ہو گیا

لڑا تھا ہی آنکھ آپ سے جب تب / مگر آئینہ سے جدا ہو گیا

ملاقات اس ترک سے ہو گئی / قضا سے مرا سامنا ہو گیا

خیال بتان نے بگاڑا اسے / مرا کعبۂ دل کلیسا ہو گیا

وہ کہتے ہیں پھر کیا کرو گے کہو / اگر میری جانب خدا ہو گیا

گری دل پہ بجلی ترے کان کی / مرے حق میں بالا بلا ہو گیا

اجل دیر کرتی ہے کس واسطے / مسیحا ہمارا خفا ہو گیا

موئے قیس و فرہاد جس روگ سے / ہمیں بھی وہی عارضہ ہو گیا

ذرا ہنس کے قاتل چھڑک دے نمک / وہیں زخم کا بے مزا ہو گیا

نظر آ گیا قد بالا ترا / بلند اب مرا مرتبہ ہو گیا

کھلا غنچہ خلوت میں دل کا مرے / جو بند قبا اس کا وا ہو گیا

مسیحا رہیں سا اپنے دم کو لئے / لب یار معجز نما ہو گیا

نہیں صاف یار و نہیں یاری کا لطف
بیان محیط مہر و وفا ہو گیا

جب تصور قید میں آیا تری تصویر کا
چاند کا ہالہ ہوا حلقہ مری زنجیر کا

بڑھ گئی ہے عشق گیسو میں کچھ ایسی گفتگو
ختم ہوتا ہی نہیں ہے سلسلہ تقریر کا

عہد پیری میں عمارت کی کریں کیا فکر ہم
وقت نزدیک آگیا ہے گور کی تعمیر کا

ہوں فرشتے بھی ترے نخچیر اے ابرو کمان
طائر سدرہ نشانہ ہونگے تیر کا

اسلیے گلے طوق منت کا جو پہنے پیرہن
کام زلفوں سے لیا کرتے ہیں وہ زنجیر کا

وہ سبک حسنے ہوئی بدنام ہم آفاق میں
شوق اس ابرو کمان کو ہی کمان و تیر کا

زمزمہ جسنے سنا اے زہرہ وش تیرا اسے
کب پسند آتا ہے نغمہ بلبل کشمیر کا

ہو گئی ہے اے پری کچھ اور ہی صورت مری
جب سے آیا ہے نظر نقشہ تری تصویر کا

عہد طفلی سے ہوئی ہیں عاشق اسکی صفا ہم
دیکھتے ہی جسکو دل بڑھے کے جوان و پیر کا

کب جان کا دشمن وہ ستمگر نہوا تھا
کب خون کا پیاسا مرے خنجر نہوا تھا

کب ہجر سے مضطر دل مضطر نہوا تھا
کب جی پہ مرے صدمۂ محشر نہوا تھا

کب تمنے دوپٹہ نہیں اوڑھا تھا سنہرا
کب زرد رخ مہر منور نہوا تھا

کب نامۂ خط شوق نہ بھیجے تھے پیا لے
کب گھر میں ترے خون کبوتر نہوا تھا

کب کھولے نہ تھے نافۂ گیسوئے معنبر
کب مغز خلایق کا معطر نہوا تھا

کب جز سہی اکھڑا نہ گیا تھا وہ چمن مین
کب قد سے خجل سرو و صنوبر نہوا تھا

کب تمنے دکھایا ہمین رخسار مصفا
کب آئینہ منہ دیکھ کے ششدر نہوا تھا

کب ہو تجھ یہ تکرار نہ کی تمنے شب وصل
کب تذکرۂ شتند مکرر نہوا تھا

کب آپ برآمد ہوے کوٹھے پہ اپنے
کب اوج پہ تقدیر کا اختر نہوا تھا

کب آپنے تلوار نہ کھینچی تھی شب وصل
کب سر پہ ہمارا اتہ خنجر نہوا تھا

کب دل نہ رہا تھا تب فرقت مین پگھلتا
کب داغ جدائی کا جگر پر نہوا تھا

کب ہم نہ صفائی کے طلبگار رہے تھے
کب آئینہ رو ہم سے مکدر نہوا تھا

کب رشک سے قد کے ترے سوکھا نہ صنوبر
کب خشک ترے رخ سے گل تر نہوا تھا

کب قامتِ موزون سے قیامت نہوئی صاف
کب گھر مرے ہنگامۂ محشر نہوا تھا

پہنے اگر وہ رشک چمن سبز من ہرا
گلہای سرخ سبز ہون اور یاسمن ہرا

وہ سبز پوش آے پے فاتحہ اگر
اُسکے اثر سے کیون نہو میرا کفن ہرا

کیا غم خزان کا چل تو سہی باغ کیطرف
فیضِ قدم سے ہوگا ترے ہر چمن ہرا

تکتے ہین آئینہ مین وہ عکس اپنا دیکھکر
ہے عکسِ خطِ سبز سے چاہِ ذقن ہرا

جب آگیا خیال کسی سرو ناز کا
اک بار ہو گیا وہین بیت الحزن ہرا

نکلے اگر بخار دل زہر خوردہ کا
ہوجاے صاف گنبد چرخ کہن ہرا

پوشاک سبز رنگ کی پہنے جو شب کو تو
پرتو سے اسکے شمع ہری ہو لگن ہرا

کہا کہا سے زہر مرتے ہیں لاکھون ہی اجل
اوڑھین دوشالہ آپ نہ سلے جان جی ہرا

پر تو کسی کے لب پہ خطِ سبز کا ہے صاف
عکسِ زمردین سے ہے لعل مین ہرا

داغ آتا ہے جب نظر دل کا
شبہہ ہوتا ہے ماہِ کامل کا

کلمہ پڑھتے ہین قاتل کا
کیا ارادہ ہے حضرت دل کا

اس قدر ناتوان کیا غم نے
ہر قدم پہ گمان ہے منزل کا

کس طرح جان تن مین ٹھہریگی
یون ہی گر اضطراب ہے دل کا

حشر مین کسپہ خون کا دعویٰ
نام بھولا ہوا ہون قاتل کا

سر بکف پھر رہا ہون مدت سے
نہین ملتا مکان قاتل کا

کیون نہ ذوق اپنی زندگی سے ہو
کوہکن کو مرض ہوا سل کا

محو ہین دیکھ کر فرشتے بھی
ذقن اُن کا ہے چاہِ بابل کا

سیکڑون قتل ہوگئے پھر بھی
نکیا امتحان قاتل کا

دیکھنا ہو تو دیکھ لے قاتل
کوئی دم اور رقص بسمل کا

شب مین صاف جن سے سویا
تھا تھکا ماندہ بھی منزل کا

افعی زلف کا سم مجھپہ اثر کیا کرتا
مین ہون بیخوف مرا خوف و خطر کیا کرتا

رخ و گیسو کے تصور مین ہون اور اسکے سوا
آپ فرمائیے مین شام و سحر کیا کرتا

سر کو ہم کاٹ کے پہلے ہی اگر رکھ دیتے — رکھ کے وہ قبضے میں شمشیر و سپر کیا کرتا

اپنی زلف کا ہوتا جو تصور مجھ کو — کاٹے کٹتا شب غم اور یہ گھر کیا کرتا

خیر گذری جو شب وصل نہ بولا تا صبح — ذبح کر ڈالتے ہم مرغ سحر کیا کرتا

رخصت گریہ نہ دی ضبط نے روز فرقت — دیکھتے آپ بھی یہ دیدۂ تر کیا کرتا

نہ رہا گھر مرے مہمان کبھی شب غم یار — جان کھاتا مری وہ اور عذر کیا کرتا

زانو سے یار کا تکیہ جو میسر ہوتا — رکھ کے میں سر کے تلے بالش پر کیا کرتا

دل میں اس آئینہ رو کے جو کدورت باقی — رکھتے اس کوچہ میں یہ خاک بسر کیا کرتا

سنکے غل نالۂ شبگیر کا ہوتا چپکا — حشر کا شور مری حد میں اثر کیا کرتا

بوسے ملتے نہیں ہم کو کارسے اک دو بھی کبھی — بے معاشی میں کوئی عمر بسر کیا کرتا

جگر و دل پہ کبھی تو نے لگایا ہی نہیں — دیکھتے ہم بھی ترا تیر نظر کیا کرتا

سیکڑوں ظلم کئے پٹکے اکیلا گھر میں — ہمسفر آپ جو ہوتے تو سفر کیا کرتا

کوئی مونس ہے نہ غمخوار ترے کوچہ میں — غم کے ہاتوں کوئی اوقات بسر کیا کرتا

ہجر میں صبح غم عشق خم ابرو سے نڈھال — مول میں لیکے بھلا تیغ و سپر کیا کرتا

ہو گیا نذر غم یار بہت خوب ہوا — رہ کے پہلو میں ہمارے یہ جگر کیا کرتا

خود عرش ہلا ڈالتے ہیں آہ و نالے کے ساتھ — کچھ جو ہوتا مرے نالے میں اثر کیا کرتا

ہم وہ مفلس تھے کفن تنگ تھا جسکو فلک — ایک چادر میں بھلا کوئی بسر کیا کرتا

جلوہ گر آپ کا ہوتا نہ اگر چہرۂ صاف — رکھ کے میں آئینہ کو پیش نظر کیا کرتا

دیدۂ پر خمار نے مارا | ہمکو اک بادہ خوار نے مارا

عشقِ مژگانِ یار نے مارا | خلشِ نوکِ خار نے مارا

سخت گفتارِ یار نے مارا | سخنِ ناگوار نے مارا

عشق روئے نگار نے مارا | ہمکو فصلِ بہار نے مارا

خوبیِ حسنِ یار نے مارا | صنعتِ کردگار نے مارا

کیون نہ مجبور لوگ جانتے ہین | دلِ بے اختیار نے مارا

خاک تودہ مرا مزار بنا | تیر مژگانِ یار نے مارا

شوقِ پابوس رہ گیا دل مین | عمرِ ناپائیدار نے مارا

بعد مردن کھلی رہین آنکھین | یار کے انتظار نے مارا

مرگئے عاقبت تپِ غم سے | ہائے دل کے بخار نے مارا

لاش تڑپا کرے گی زیرِ لحد | مجکو اک بیقرار نے مارا

گھل گیا عاقبت تنِ خاکی | دیدۂ اشکبار نے مارا

گردِ مرقد ہین سیکڑون اطفال
صاف اک نئے سوار نے مارا

دشتِ وحشت نے کیا حال پریشان میرا | چاک دامن ہوا چاک گریبان میرا

داخلِ سلسلہ کر کیا زلفون نے | خالِ رخسار ہوا رہزنِ ایمان میرا

کم نہین روزِ قیامت سے شبِ ہجر صنم | نالے کرتا ہی رہیگا دلِ نالان میرا

خضر سے کام نہ ظلمات سے مطلب مجکو
ہے ترا چاہِ ذقن چشمۂ حیوان میرا

اور ہی باغ مین پھولین گے شگوفے تازہ
جائے گلشن مین اگر وہ گلِ خندان میرا

تا درِ دوست رسائی نہین مجکو ہیہات
دشمنِ جان ہے سگِ کوچۂ جانان میرا

کفر و ایمان کے دو آبی مین نہ ڈوبی کوئی
مان لین کہنا اگر گبر و مسلمان میرا

وہ تو آ بسے اگر اغیار ہی دو چار رہین ساتھ
خوب آباد ہوا خانۂ ویران میرا

موم ہوتے ہین مری آہ سے سنگ آہن
لحنِ داؤد شبِ ہجر ہے الحان میرا

حلقۂ زلفِ مسلسل سے نہین کچھ سرکار
کیون گلا گھونٹتی ہی تو شبِ ہجران میرا

کس سے مین زمزمہ سنجی کی طلب داد کرون
اس گلستان مین نہین کوئی زباندان میرا

یون نہ چھیڑا کرو تم بیٹھ کے در پر دوستار
ٹوٹ جائے نہ کہین تارِ رگِ جان میرا

مین وہ دیوانہ ہون کہتے ہین جسے دیوانہ
نام تک بھی نہین لیتے ہین پریخوان میرا

گر یہی دست درازی ہی جنونکی پس مرگ
لاشہ رہجائیگا مرقد مین بھی عریان میرا

کردیا عشقِ پریوش نے سلیمان مجکو
کون ہے وہ جو نہین تابعِ فرمان میرا

ہے ہر اک شعر مین لاحول ولا کی تاثیر
سامنا کر نہین سکتا کوئی شیطان میرا

بخدا بال برابر بھی نہین زنگِ ملال
صاف آئینہ ہوا ہے دلِ حیران میرا

ہے خفا مجھ سے مسیحا میرا
ہائے کس کام کا جینا میرا

کھیل لڑکوں کا ہے مرنا میرا
گور ہے صاف گھروندا میرا

چار درویش ہے قصّا میرا — الف لیلی ہے فسانا میرا

ناصحا کیا تجھے بک بک سے حصول — چپ بھی رہ مان لے کہنا میرا

وصل تو وصل وہ کہتے ہین مجھے — ایک بوسہ نہ ملے گا میرا

زلف واللیل ہے رخ ہے والشمس — رات دن ہے یہ وظیفا میرا

رازِ دل یون نہ کھلے گا ہرگز — دیکھ لو چیر کے سینا میرا

ڈوب جائے نہ کہین زورقِ چرخ — ایک طوفان ہے رونا میرا

زندگی کی نہین کوئی صورت — کچھ ہوا ہجر مین نقشا میرا

نہ ٹھکانے رہین پھر ہوش وحواس — دیکھ لین خضر جو رونا میرا

یون سمجھ لین تو سمجھ لین حاسد
صاف کینے سے ہے سینا میرا

وصف لکھتا ہون کسی شیرین لب جلاد کا — میرے خامے پیکان ہے تیشۂ فرہاد کا

یون تو جانے کو چلے جاتے ہین نالے عرش تک — جب اثر ہی کچھ نہو پھر لطف کیا فریاد کا

ہی یقین گر دیکھ لین تصویر اس محبوب کی — اور ہی ہو جائے نقشہ مانی و بہزاد کا

پھر بہار آئی جنون پھر زور پر ہے اندنون — کیا کرون مین فکر گھر ملتا نہین حدّاد کا

حلقہ ہائے دام ہین سب برگہائے چمن — باغبان پر شبہ ہوتا ہے مجھے صیاد کا

ڈھونڈتا پھرتا ہون لیکن نظر آتا نہین — کوچۂ جانان بھی ہے باغِ ارم شدّاد کا

کھینچتا ہے صفحۂ دل پر مرے تصویرِ یار — کام کرتا ہے تصور خامۂ بہزاد کا

وصف شیرین لب میں جیسی محو ہوں ای کوہکن
ہو گیا میرا دہن کو نہ سب مجھے فرہاد کا

آبلوں نے پاؤں کے پھر سر اٹھایا ای جنون
کام خار دشت سے لینا پڑا فصاد کا

ہو گیا کافور تاب آتشیں رخسار سے
اے صبا تھا رنگ کیا گلشن ایجاد کا

عشق میں ان خوش قدوں کے ہو گیا گلشن فقیر
سرو آزاد اس چمن میں ہے الف آزاد کا

صاف دیپک کا اثر ہے نالۂ شبگیر میں
خانۂ صیاد میں موقع نہیں فریاد کا

صاف جلاد آ نہیں جاتا
دل کا قصہ لکھا نہیں جاتا

رنج فرقت سہا نہیں جاتا
ملک الموت آ نہیں جاتا

یہ ہوا حال ضعف کے ہاتھوں
اک قدم بھی چلا نہیں جاتا

تا سکے ہم کریں فغان فریاد
اے فلک کیا سنا نہیں جاتا

کوئی ثابت قصور تو نہ ہوا
پھر بھی غصہ ترا نہیں جاتا

التجا ڈاکٹر سے کیا کیجے
زخم دل کا سیا نہیں جاتا

ست گئے ہوش عقل و طاقت و صبر
دھیان اک آپ کا نہیں جاتا

کھائیے ہجر میں غذا کیونکر
ہمسے پانی پیا نہیں جاتا

ہو صفائی سے روئے جانان میں
روبرو آئینہ نہیں جاتا

ناز کیونکر اٹھائیے ان کا
بیٹھ کر اب اٹھا نہیں جاتا

دل دیا ہم نے تمکو تم سے مگر
ایک بوسہ دیا نہیں جاتا

کفر و دین کی صاف عینک سے
خطِ قسمت پڑھا نہین جاتا

چمن مین سیر کو جبدم وہ گلعذار آیا
ہر ایک پھول نظر مین بہ رنگِ خار آیا

امید امید ہی مین کام ہو گیا میرا
ہزار حیف کہ موت آ گئی نہ یار آیا

ہر ایک داغ جگر ڈہال ہو گیا میرا
خیالِ موے مژہ لیکے جب کٹار آیا

امید تشنہ لبی کی بر آئی شکرِ خدا
گلوے خشک تہِ تیغِ آبدار آیا

دفورِ شوق سے افسوس ضبط ہو نہ سکا
زبان پکار اٹھی جب خیالِ یار آیا

نہ گل سے کام نہ بلبل سے کچھ غرض مجکو
مری بلا سے اگر موسمِ بہار آیا

ہوا ہے جب کوئی دیوانہ ای پری تیرا
کفن کیواسطے دامانِ کوہسار آیا

ہزاروں باتین کدورت کی تمنے کین لیکن
ہمارے آئینۂ دل مین کب غبار آیا

جو سو گئے پہیل کے تم شکوہ مین رہا مضطر
مجھے قرار نہ آیا تمہین قرار آیا

ہوا ہے شرم سے پانی سحابِ گوہر بار
پہن کے یار مرا موتیون کا ہار آیا

خدا کیواسطے صیاد اب رہا کر دے
چمن مین ہنستے ہین گل موسمِ بہار آیا

سوا جو یاد مین گیسوے یار کی اے صاف
پئے عذاب لحد مین سیاہ مار آیا

آپ سے گر نہین وصال ہوا
پھر سمجھ لو مرا وصال ہوا

زلف کو یار کی چھوا ناحق
ہر گنہگار بال بال ہوا

پھر گیا مجھ سے وہ بتِ کافر
ہائے کیا قہرِ ذو الجلال ہوا

چھٹ گیے زندگی کے جھگڑوں سے
موت آئی تو انفصال ہوا

رکھدیا قبر مین یہ کہہ کے ہمین
کون کس کا شریکِ حال ہوا

نہین ملتے ہین یارِ گندم گون
کیا حسینون کا اب کے کال ہوا

کیا سبب ضبط کر لیا تم نے
دل مرا مفلسون کا مال ہوا

مر گیے ہم چبا چبا کر ہونٹ
نہ میسر ترا اُگال ہوا

چشمِ بد دور مثلِ یوسفِ مصر
حسن مین یار بے مثال ہوا

فعلِ ماضی کو بھول جاتی ہے خلق
لو زمانے کا اب یہ حال ہوا

بوسہ مانگا تو مجھ سے روٹھ گیے
ایک ہی بات مین ملال ہوا

غنچہ کی پھبتیان دہن پہ ہوئین
گل کا عارض پہ احتمال ہوا

خلق کہتی ہے اُس کو سروِ روان
رشکِ گلشن وہ نونہال ہوا

مل گئی رنجِ ہجر سے راحت
صاف بہتر ہوا وصال ہوا

دل پہ خنجر نہ پھرا ابرو کا
اس کو تکیہ تو بنا پہلو کا

جوش پر آئے جو دریای سرشک
آسمان پر ہو گمان ٹاپو کا

خم سپئے سجدہ ہزارون سر ہون
آپ دکھلائین جو طاق ابرو کا

حولِ دل کا ہی مری نقش وہی
ہے جو تعویذ ترے بازو کا

پھر اڑاتا ہے وہ عاشق کے دھوئیں
پھر ہوا شوق اُسے تمباکو کا

جم اگر دیکھ لے حیرت میں رہے
ہے وہ آئینہ ترے زانو کا

ہے سبب مجھے دامِ اجل کا پھندا
حلقہ ہر ایک ترے گیسو کا

سحر و شام نہیں چین ای وصّاف
عشق ہے جب سے رخ و گیسو کا

ردیف ب

نقشِ پائے یار سے مجھکو سفر میں آفتاب
ہر قدم پر دیکھتا ہوں رہگذر میں آفتاب

دن سے نسبت کچھ نہیں اپنی شبِ تاریک کو
کرکے شب تاب ہے میری نظر میں آفتاب

دھوپ کہتے ہیں جسے پرتو ہے اُس خورشید کا
جلوہ فرما صبح سے ہے میرے گھر میں آفتاب

عکس افگن ہو اگر رخسار اُس کا باغ میں
ہو عیاں چھوٹا سا ہر برگِ شجر میں آفتاب

یار کے روئے طلائی پر پسینہ دیکھ کر
غرق اکثر ہو گیا ہے آبِ زر میں آفتاب

آفتابِ حسن و خوبی ہو ہلال ابرو بھی ہو
نصب کیجے چاند کے بدلے سپر میں آفتاب

کسقدر روشن ہے ہر ہر عضو اُس خورشید کا
ناف کے حلقے کو سمجھا میں کمر میں آفتاب

دیکھ وہ سیندور کا قشقہ جبیں پر کہتے ہیں
دیکھ لے جس نے نہ دیکھا ہو قمر میں آفتاب

ہو برآمد صبحدم کوٹھے پہ گر وہ ماہرو
چھپ رہیگا حشر تک جیبِ سحر میں آفتاب

گھنگٹی باندھی ہے جب سے روئے رشکِ مہر پر
روز و شب رہنے لگا میری نظر میں آفتاب

ہم بغل جب تک رہا خورشید رو روزِ وصال
میں نے جانا ہے برآمد میرے بر میں آفتاب

خیر گزری بے نقاب آیا نہ کوٹھے پر وہ ماہ
صبح سے تا شام تھا فکرِ سفر میں آفتاب

گر نہ باور ہو تو الیاس و خضر سے پوچھ لو	ڈھونڈتا پھرتا ہے تمکو بحر و بر مین آفتاب

عشق کی منزل رہِ ظلمات سے کچھ کم نہین
صاف کو سون تک نہین ہے رہگذر مین آفتاب

قاتل کہان سے عاشقِ بیدل کا اضطراب	دیکھا ہے ہمنے طائرِ بسمل کا اضطراب
ہنگامِ قتل دیکھ کے قاتل کا اضطراب	ہر دم ترقیون پہ رہا دل کا اضطراب
بجلی تڑپ تڑپ کے گرے سطحِ خاک پر	دیکھے کبھی جو عاشقِ بسمل کا اضطراب
بیتاب بحر مین ہو کلیجے کو تھام کر	دیکھے جو قیس صاحبِ محمل کا اضطراب
پھر حصولِ منصبِ دنیا سے بے ثبات	اشراف سے فزون ہے ارازل کا اضطراب
انجامِ کار پر نہین کرتا ہے وہ نظر	ہر کام مین زیادہ ہے جاہل کا اضطراب
باور اگر نہو تو ہوس سے پوچھ لو	سیماب مین کہان ہے مرے دل کا اضطراب
سو بار امتحان کیا مین نے اے خضر	ہے ہر قدم پہ رہبرِ منزل کا اضطراب
دودِ جگر سے ابر کو نسبت غلط غلط	بجلی سے بھی فزون ہے مرے دل کا اضطراب
جنبش جو بادِ زلفِ مسلسل کی آگئی	سمجھے اسیکو ہمتو سلاسل کا اضطراب
زہرہ بھی بے قرار ہے آسمان پر	گر دیکھ لے فرشتۂ بابل کا اضطراب
جاتے ہین ساتھ والے تو ہان جلد جائیے صاف	ہمکو نہین ہے قطعِ مراحل کا اضطراب

ردیف ت

دکھائی قاتل اسکو ابروے خمدار کی صورت	کہین جس نے نہ دیکھی ہو کبھی تلوار کی صورت

دکھا دو گے اگر تم گیسو و رخسار کی صورت
بگڑ جائے گی ہر اک کافر و دیندار کی صورت

میں عاشق ہوں نہیں مطلب مجھے گبر و مسلماں سے
بری لگتی ہے مجکو سبحہ و زنار کی صورت

پڑے رہتے ہیں پہروں خود بخود سکتے کی حالت میں
مسیحا دیکھتے ہیں جب ترے بیمار کی صورت

ہم اپنا نقد عقل و ہوش اسکی نذر کر دینگے
دکھا دیگا جو کوئی خانۂ خمار کی صورت

ہمیشہ گھومتا رہتا ہوں اپنی گرد وحشت میں
مری گردش میں بھی ہے گردشِ پرکار کی صورت

ہوا رشکِ یوسف سیر کو جانی لگا جبسے
ہوئی ہے اور ہی کچھ مصر کی بازار کی صورت

جنابِ یوسفِ مصری کی صورت سی خفا رہتی
زلیخا دیکھ لیتی گر مرے دلدار کی صورت

ہزاروں قتل ہوتے ہیں فقط دیکھی سی ابرو کے
خدا دشمن کو دکھلائے نہ اس تلوار کی صورت

بگڑ جائیگا نقشہ صاف اُسکی زندگانی کا
کسی دن دیکھ لے بھولے سے گر بیکار کی صورت

بتو مجھ سے ہوگی نہ ہر ہر کی منت
بلا میری کرتی ہے آذر کی منت

کیا مجکو زرین لباسوں نے کشتہ
نہ کرنی پڑی کیمیا گر کی منت

دکھا دو تم آئینۂ روی روشن
کروں کب تلک میں سکندر کی منت

بجھی پیاس کس روز اس تشنہ لب کی
رہی سالہا آبِ خنجر کی منت

ترے واسطے ای حیا دوست مجکو
اُٹھانی پڑی ابتو ہر ہر کی منت

سیا خارِ صحرا نے چاکِ گریباں
نہ کی میں نے ہرگز رفوگر کی منت

نہ آیا کبھی باز جور و جفا سے
بہت میں نے کی اُس ستمگر کی منت

تمنا کرون کس لیے سیمتن کی ۔ کرے شخص مفلس تونگر کی منت

مغان کی لجاجت سے کیا منفعت ہے
کر اے صاف ساقی کوثر کی منت

اتنا بھی ظلم نکر اے بت عیار بہت ۔ عہد مین ہوگئے کافر ترے دیندار بہت

گاہ ہی گاہ تو نقاب رخ روشن الٹو ۔ شکل موسیٰ ہین کھڑے طالب دیدار بہت

میرے ہر ہر دہن زخم سے آتی ہے صدا ۔ بوسہ لینا ترے خنجر کا ہے دشوار بہت

دیکھیے پھول کھلیان ہی رہ عشق کا نام ۔ اے خضر جائیے اس راہ سے ہشیار بہت

دیکھکر بعد فنا گور کی تاریکی کو ۔ یاد آئی ہے مجھے فرقت کی شب تار بہت

شاعرون پر نہ کھلا راز عدم حال وجود ۔ دہن یار مین کرتے ہین جو تکرار بہت

پاگئی ہم بھی ارادہ ہی کہین جانے کا ۔ اپنے زانو کو بہ لیتے ہین جو سرکار بہت

خط کتابت ہے کسی غنچہ دہن سے اپنی ۔ اس لیے کرتے ہین مشق خط گلزار بہت

دید بازیکا انہین شوق ہوا ہے شاید ۔ نظر آتے ہین مجھے روزن دیوار بہت

کبھی کبھی عاشق ہین یار کے آتے ہین نظر ۔ مجھسے کرتے ہین نکیرین جو تکرار بہت

آگ لگجائیگی دامان و گریبان مین کہین ۔ صاف کیون کھینچتے ہو آہ شرربار بہت

ردیف ث

دیکھتے ہی نہین تم پھر کے ادھر کیا باعث ۔ اب نہین مجھ پہ عنایت کی نظر کیا باعث

عرش تلک ہی نہین آیا ہے مرا نالۂ دل ۔ ہوتے ہین [illegible] کیا باعث

حالِ گشتگیِ چشم ہے چتون سے نشے نمایان | وہ نہین ہمہ عنایت کی نظر کیا باعث
نہین کرتا ہے اگر مشقِ ستم القاتل | ہاتھ سے تیرے قلم ہوتے ہین سر کیا باعث
ڈھال ہی خال تو ابرو بھی ہے تلوارِ حباب | آپ پھر باندھتے ہین تیغ و سپر کیا باعث
داغِ دل کو مہِ کامل سے نہین کچھ نسبت | ہو گیا مثلِ کتان چاک جگر کیا باعث
ای بتو دیکھیے انجام خدا خیر کرے | کہتے ہین حضرت انسانکو بشر کیا باعث
پرزے پرزے نظر آتا ہے مجھے دامنِ دشت | چاک ہوتا ہے گریبانِ سحر کیا باعث
شامِ ہجران کا تو اللہ ہوا منہ کالا | بولتے پھر بھی نہین مرغِ سحر کیا باعث
تلوا گھجلاتا ہی اور پاؤن پکڑتی ہے زمین | مشتاق ہی اب کے غضب مجکو سفر کیا باعث
ہیری آنکھون کے لیے مجکو پڑا ہے رونا | آج کیون خشک ہوئے دیدۂ تر کیا باعث

یاد کیا آئی بڑھاپے مین جوانی کی اُمنگ
صاف پھر تذکرے ہین بار دگر کیا باعث

ردیف ج

وحشی کو وقتِ گریہ ہے جنگل کی احتیاج | ہر شیر کو بھری ہوئے جل تھل کی احتیاج
مردانِ دین کو ہے زرِ دنیا سے کیا غرض | اپنے مکان مین نہین مستقل کی احتیاج
ہم وحشیونکو جامۂ تن بس ہے اے جنون | تنزیب سے غرض ہے نہ ململ کی احتیاج
دیوارِ قصرِ یار کو ہم پھاند جائین گے | چوری کو کیا ضرور ہے کومل کی احتیاج
اہلِ صفا بری ہین کدورت کے زنگ سے | تیغِ نگاہ کو نہین صیقل کی احتیاج

تم بادشاہِ حُسن ہو مین ہون گدائے عشق
تم کو ہے شال کی مجھے کمبل کی احتیاج

کیونکر فروغ پائے رقیب اپنے سامنے
کیا پیشِ آفتاب ہو مشعل کی احتیاج

ملتا ہے رزق اہل توکل کو بے سبب
کشتِ امید کو نہو ئی ہل کی احتیاج

بے فائدہ ہین گلشنِ ہستی مین اہلِ ظلم
نخلِ فساد کو نہین ہے پھل کی احتیاج

غربت مین ساتھ دیدۂ تر لیکے جائینگے
اے صاف کیا سفر مین ہے چھاگل کی احتیاج

ردیف چ

کرے گیسو ترا جب سر بسر پیچ
نہو کیون دل کو میرے پیچ پر پیچ

خیالِ زلف بھی کیا بد بلا ہے
کہ ہر شب کھا رہا ہے یان جگر پیچ

سنائین کیا تمہین اے شانہ بینو
کہانی سے ہماری پیچ در پیچ

بہت سے ہے یار گیسو کو کرو قطع
نکھا جائے کمر اے مو کمر پیچ

خدا جانے یہ ہے اسرار غیبی
نہین آتا کمر کا کچھ نظر پیچ

تمہاری دیکھ کر زلف گرہ گیر
عبث کھاتا ہے سنبل پیچ پر پیچ

کشاکش مین پڑے گی اک نہ اک دن
گرفتارون سے اے کاکل نکر پیچ

مچا ہے جوہری بازار مین غل
جو اہر مین ہے طرّہ اُنکا سر پیچ

ہوا ہے سر مین سودا زلف و رخ کا
مری قسمت مین ہے شام و سحر پیچ

کسی دن پیچ مین لائین گے ہم بھی
کریگا کب تلک موئے کمر پیچ

سرا ہون زلف والون کو کہانتک
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ہر پیچ

پلٹ کر وان سے آئیگا نہ قاصد
ہماری قسمتون مین ہے اگر پیچ

لکھا ہے خط مین شکوہ گیسوؤن کا
نہ پڑجائے کہین سارے نامہ بر پیچ

نہین ہی سر مین سودا زلف کا صفاؔ
بدولت عشق کے پایا یہ سر پیچ

ردیف ح

وحشت مین خاک سر پہ ہی دستار کیطرح
جنگل مین ہم ہین خاک بسر خار کیطرح

پھولون نہ کیون مین بلبل گلزار کیطرح
رنگین کہان ہین گل ترے رخسار کیطرح

یہ انتظار ہے مجھے دلدار یار پر
آنکھین لگی ہین روزن دیوار کیطرح

اہل دول کو بعد فنا بھی ہے حرص زر
ہین داغ دل پہ درہم و دینار کیطرح

ہم ہو گئے ہین ضعف کے باعث سے پائمال
ہین اس گلی مین سایۂ دیوار کیطرح

عشق بتان مین کعبۂ دل ہو گیا کنشت
ہر رگ ہے میرے جسم مین زنار کیطرح

مضمون تراشتا ہون جو مین طبع تیز سے
میری زبان چلتی ہے تلوار کیطرح

دونو نکلے وہ پھنس گئے زلفون کے دام مین
وابستہ جان ہے دل ہو گرفتار کیطرح

یارون نے مجکو قبر مین تنہا رکھا تو کیا
سنکر نکیر دو ہین مددگار کیطرح

وہ کون آفتاب ہے جسکی تلاش مین
پھرتا ہے چرخ انجم سیار کیطرح

کیونکر شب وصال مین ہو صاف ہم بغل
ڈستی ہے زلف یار مجھے مار کیطرح

ردیف ر

نہین طلائی گلو سے نگار مین زنجیر
بنی ہے موج صبا لالہ زار مین زنجیر

لکہون جو زلف کی تعریف مو قلم سے جنون
ہر ایک سطر ہو خطِ غبار مین زنجیر

جو دے خدا مجھے مقدور تو زر گل کی
بنا کے ڈال دُون پائے ہزار مین زنجیر

نکل گیا کوئی وحشی تمہاری زلفون کا
پڑی ہے ٹوٹ کے ہر رہگزار مین زنجیر

دیا نہ ساتھ کسی آشنا نے وحشت مین
مگر رفیق رہی کوہسار مین زنجیر

جنون سے کہدو نہ پھیلائے پاؤن صحرا مین
دبائے پھرتے ہین ہم بھی کنار مین زنجیر

پڑا ہے خاک پہ سایہ تمہاری زلفون کا
نہان ہے یا کوئی گرد و غبار مین زنجیر

پس فنا بھی رہا سلسلہ جنون سے مجھے
ہر ایک تار کفن ہے مزار مین زنجیر

بہار آنے تو دیجے بدولت وحشت
پڑے گی پائے دلِ بیقرار مین زنجیر

مریض زلف ہون ڈالو نہ نیل کا گنڈا
گلے مین چاہیے میرے بخار مین زنجیر

جنون نے زور وہ بخشا ہے مجکو وحشت مین
کہ ایک تار ہے میری شمار مین زنجیر

نہین ہے گردشِ چشم بتان مین زلف کا عکس
پہن کے پھرتے ہین آہو تتار مین زنجیر

تڑپ نہ اے دلِ دیوانہ یادِ کاکل مین
نہ ٹوٹ جائے کہین اضطرار مین زنجیر

خیالِ زلف مسلسل رہا ہے تا دم مرگ
دھری ہے پاس مرے احتضار مین زنجیر

چلو نہین جانب صحرا محال ہے وحشت
نہ پاؤن مین نہ مرے اختیار مین زنجیر

ہزار دن ٹکڑے کیے صاف زور وحشت نے
جو ہاتھ آ گئی فصلِ بہار مین زنجیر

کیا غضب ٹوٹا قفس میں بلبلِ گلزار پر
نوچ ڈالے اور بھی صیاد نے دو چار پر

ہم پڑے رہتے ہیں دن بھر آستانِ یار پر
سایۂ دیوار کا عالم ہے جسمِ زار پر

حلقۂ گیسو گلا گھونٹے جو پھانسی کی طرح
کیوں نہو سولی کی ہچکی قامتِ دلدار پر

عشق میں رخسارۂ رنگین کے اڑتا اے صبا
گل کے بھی ہوتے جو بلبل کی طرح دو چار پر

لاکھ دیں تکلیف حاسد تو مجھے کچھ غم نہیں
مارتے ہیں سنگ اکثر نخلِ میوہ دار پر

دولتِ دیدار سے محروم ہے چشمِ امید
بختِ خفتہ طعنہ زن ہے دیدۂ بیدار پر

حسنِ جعدِ یار میں ڈوبا ہوا ہو باف سے
کیچلی کیا بدنما ہوتی ہے جسمِ مار پر

تیری ابرو سے عیاں سرمے کی یوں تحریر ہے
بارِ مہ ہو جس طرح قاتل معنبر تلوار پر

دھوپ تک جاتی نہیں خلوت سرائے یار میں
میں تو کیا سایہ بھی چڑھ سکتا نہیں دیوار پر

بن گیا ہی گھر فراقِ یار میں وحشت سرا
چشمِ آہو کا گماں ہے روزنِ دیوار پر

ہی کمر نازک نہ لچکے ٹوٹ ہی میں سر کے بال
بار چوٹی کا نہو جائے کہیں کا سر پر

لٹ گیا ہوں اسقدر میں عشقِ زلفِ یار میں
رونگٹا ہر اک وبالِ جان ہی جسمِ زار پر

کم نہیں آغوشِ دایہ سے مجھی کنجِ مزار
وہ ڈکی ہے دہر کا عالم کفن کے تار پر

چرخِ ناہنجار کے مانند ہم چکر میں ہیں
خاک پڑ جائے الٰہی گردشِ ادوار پر

صاف اڑ جاتا ہے دستِ یار کی تاثیر سے
طائرِ رنگِ حنا کو کچھ نہیں درکار پر

نہیں ہیں انجمِ گردوں ہزار سے باہر
ہمارے داغ جگر ہیں شمار سے باہر

نکل ہی جائگی جان جسم زار سے باہر
رہیگا دل جو یوہین اختیار سے باہر

وہ عندلیب ہون مین خار و گل ہین معلوم
مرا چمن ہے خزان و بہار سے باہر

تمام عمر رہا دل مین عشق مین سے مژہ
یہ آبلہ ہنوا نوک خار سے باہر

یہ مشتعل ہے پس مرگ آتش فرقت
شرر نکلتے ہین سنگ مزار سے باہر

تمام عمر رہا جعد یار مین موفاف
یہ کچلی ہوئی جسم مار سے باہر

دم خرام یہ آواز پا سے آتی ہے
چلن ہے کبک کا انداز یار سے باہر

نکر سکا کبھی اُس بت سے عرض حال فراق
رہی زبان مری اختیار سے باہر

مجھے تو وعدۂ دیدار یار ہے منظور
مرا حساب ہے روز شمار سے باہر

مری بلانہ اُٹھے حشر ہو کہ صور پھنکے
کبھی نہ پاؤن نکالون مزار سے باہر

یہ جی مین آتا ہے ارض و سما کی چالون سے
جناب صاف چلو اس دیار سے باہر

ردیف س

ہوئی اپنی رسائی در دلدار کے پاس
رخنہ اندازیان کرتے رہے دیوار کے پاس

رخ پہ وہ زلف کو لٹکا کے یہ فرماتی ہین
صبح آتی ہے نظر مجکو شب تار کے پاس

کان ناپھوسی کرے سرکار سے کیا حلقہ بگوش
کان غیرون کے لگے رہتے ہین اغیار کے پاس

گلشن حسن مین کس لطف سے آئی ہے خزان
سبزہ آغاز ہوا پھول سے رخسار کے پاس

وہ پری گھر سے نہ نکلے تو نہ نکلے باہر
ہم بھی سایہ سے پڑے رہتے ہین دیوار کے پاس

روز و شب صافؔ تصور مین رہا ابرو کے
زندگی کٹتی ہے قاتل تری تلوار کے پاس

ردیف ض

سکتے ہین کھا کر قسم اللہ کی مہمانِ فیض
ہے من و سلوا سے بہتر نعمتِ الوانِ فیض

پھر خامہ شاخِ مرجان ہاتھ آجائے اگر
آبِ گوہر سے لکھون وصفِ دُرِ دندانِ فیض

ایک نقطے کا نہین ہے فرق آمین لا کلام
حرفِ اُستاد و نہ رکھدیتی ہین شاگردانِ فیض

جانبِ روئے زمین بیوجہہ پشتِ مہر نیت
ای فلک دیکھا نہین جاتا رخِ رخشانِ فیض

رشک آئے کیون نہ معمارِ ازل کو دیکھ کر
عرشِ اعظم سے ہے بڑھکر کرسیِ ایوانِ فیض

خواہشِ اکسیر دنیا مین نہین اُس شخص کو
ہاتھ جسکے آگئی خاکِ درِ فیضانِ فیض

کیا عجب ہے ڈوب جائے زورقِ گردونِ دون
جوش مین آئے اگر دریائے بے پایانِ فیض

گر نہو باور تو دیکھین دیدۂ یعقوب سے
یوسفِ ثانی ہے ایک اک قیدیِ زندانِ فیض

آتے ہین داؤدِ پیغمبر سماعت کے لیے
چہچہے کرتے ہین جسدم مرغِ خوش الحانِ فیض

تھی زلیخا ایک ڈانوان ڈول اُسکی چاہ مین
کھوٹے دامون مول یوسف کو نہ لین خواہانِ فیض

اشتیاقِ دید ہو کیونکر نہ ہر اک شخص کو
ہے ہلالِ عید ابروے رخِ تابانِ فیض

یکقلم اُسمین رقم ہے ماہرویونکی صفت
مطلعِ خورشید ہے ہر مطلعِ دیوانِ فیض

یا الٰہی جھوٹ اگر بولون تو دوزخ ہو نصیب
روضۂ رضوان سے ہے بہتر گلستانِ فیض

عالمِ بالا سے آتی ہے صدائے الامان
صافؔ جلاتے ہین جسدم ہجر مین نالانِ فیض

کبھی تو جلوہ گر ہوون با خدا فیض / مرے دل مین ہی آنکھون مین ہے جا فیض

اگر قد آپ کا ہے رشک شمشاد / مرا نالہ ہے قمری کی صدا فیض

اگر ہاتھ آئے خاک پاے اقدس / نہ ہو منظور مجھکو طوطیا فیض

جزاک اللہ فی الدارین خیرا / ہوے پر بھی ہے جاری آپکا فیض

دل اُس کا ساغر گیتی نما ہے / پیا جس نے پیالا آپ کا فیض

نہین ہے منحصر کچھ ایک دو پر / کئی ممنون منت خلق را فیض

کہین دکھلائیے روے مبارک / کرون مین کب تلک آہ و بکا فیض

ستاتا ہے بہت درد جدائی / عنایت وصل کی ہو کچھ دوا فیض

جو دیکھے آپ کا روے مصفا / وہ کس صورت سے دیکھے آئینہ فیض

ہلال عید ہے ہر ناخن پا / مہ کامل ہے تلوا آپ کا فیض

مری آنکھین ہین یا گنگ و جمن ہین / کہون کیا آنسوؤن کا ماجرا فیض

لکھین کیا آپ کے وصف کمر کو / نہین ہم واقف سر خدا فیض

مری کشتی ہے گرداب بلا مین / کہین ہو جاے بیڑا پار یا فیض

نظر مین آپ کا ہے کعبۂ رخ / ہماری چشم ہے قبلہ نما فیض

دکھا دیجے کہین آئینۂ رخ
کہ کدر صاف ہے سر آئینہ فیض

واہ کیا پر شان و شوکت ہے سماکو فیض / بادشاہ ہفت کشور ہے گداے کوی فیض

سامنے پیشِ نظر رہتی ہے جائی کوی فیض
مردمِ دیدہ ہوئے ہین رہنمائی کوی فیض

پائی درزنجیر پیشِ دوستان سچ ہی مثل
ہی مجھے باغِ جہان مین بھی ہوائی کوی فیض

خاک ہو کر کوچۂ والا مین اڑکر جاؤن گا
مر مٹئے پر بھی نہ بھولون گا وفائی کوی فیض

حضرتِ واعظ نہ پھر تعریف جنت کی کرین
مجھسے گر سن لین کبھی وصفِ ثنائی کوی فیض

بعدِ مردن بھی نہین آرام اک دم بھر مجھے
روح جنت مین ہی دل ہے مبتلائی کوی فیض

غیر ممکن ہے ہوے سرسبز نخلِ زندگی
باغِ ہستی مین نہین ہوئے وفائی کوی فیض

بند کر آنکھین چلا جا منزلِ مقصود کو
آئینے سے بھی مصفا ہے صفائی کوی فیض

دیر کسکو کہتے ہین کعبہ کسے کہتے ہین لوگ
کچھ نہین معلوم ہے ہمکو سوائی کوی فیض

آنکھ اٹھا کحلِ صفاہان کیطرف دیکھے نہ وہ
جسکو منظورِ نظر ہے خاکِ پائی کوی فیض

خاکساری کوچۂ اقدس کی منصب ہے مرا
صاف ہی میری لئی جاگیر جائی کوی فیض

ردیف ع

سوزِ دل ہرگز نہین کرتے بیان مانندِ شمع
منہ مین ہم رکھنے کو رکھتے ہین زبان مانندِ شمع

بعدِ مردن بھی ہی رشتۂ شمع و یون سو مجھے
گور مین روشن ہے ہر ہر استخوان مانندِ شمع

مشتعل ہے آتشِ فرقت تنِ محزون مین
پنجشاخہ دست و پا ہین ہڈیان مانندِ شمع

ہو گیا محفل مین اُن کی جل گیا پروانہ وار
رکھتے ہین جو صلابت نشانِ جہان مانندِ شمع

اپنی میت کے لئے درکار ہی کافورِ صبح
رات بھر اس بزم مین ہین میہمان مانندِ شمع

راتدن کہتی تو ہو اپنے دلِ سوزان کا حال
جل بجائے صاف کلکِ دوزبان مانندِ شمع

ردیف ک

زلفون کا کرون خیال کب تک
لون جان یہ ہین وبال کب تک

ہوگا اک دن زوال اسکو
تحصیل کرون کمال کب تک

مخلوق خدا کی ہے پریشان
یون کھولے رہوگے بال کب تک

بوسے کی طلب ہے دیکھتا ہون
کرتے ہین وہ ردِّ سوال کب تک

تند لگا دے تیغ اک اور
قاتل رہون مین نڈھال کب تک

کچھ مین تو ہین غلام سرکار
لون گنجفہ مین خلال کب تک

ہم کرتے ہین امتحان مرکر
ہوگا نہ بھلا وصال کب تک

جب روتا ہون لوگ پوچھتے ہین
ہے موسمِ برشگال کب تک

معلوم نہین رہین گے اے صاف
پاس اپنے غم و ملال کب تک

ردیف گ

ہمکو بھاتا نہین گلزار کا رنگ
گل مین کب ہے تری رخسار کا رنگ

کوئی مار آگیا پھر عاشقِ زلف
سرخ ہے زاغ کی منقار کا رنگ

دیکھ کر عارضِ رنگین کو ترے
اوڑ گیا چہرۂ گلزار کا رنگ

ذبح کرکے وہ مجھے کہتا ہے
واہ کیا سرخ ہے تلوار کا رنگ

دیکھ کر گور کی تاریکی کو / یاد آتا ہے شب تار کا رنگ

مائل اک گل پہ ہے طبع رنگین / اندنون اور ہے اشعار کا رنگ

نیک و بد دونون برابر ہین مجھے / ایک ہے مجکو گل و خار کا رنگ

آپ غیرون سے نہ کھیلین جو پڑے / کٹ نہ جائے کہین سرکار کا رنگ

ق

سیر کو وہ بت قاتل جو گیا / ہوگیا اور ہی گلزار کا رنگ

باغ مندر نظر آتا ہے مجھے / ہر رگ گل مین ہے زنار کا رنگ

جستجو مین تری اے رشک قمر / گل ثوابت مین ہے سیار کا رنگ

گل سے پھر آنکھ پھڑکتی ہے مری / آج کیا ہو دل بیمار کا رنگ

اے فغے گیسوے جانان مدد دے / کاٹے کھاتا ہے شب تار کا رنگ

سیکڑون رشک سے بل کھاتے ہین / دیکھ کر یار کی دستار کا رنگ

باغ جنتی کے لئے جنگل ہے / گل سے بہتر ہے مجھے خار کا رنگ

سرخ ہے لعل یمن سے افزون / صافؔ وہ سرخ لب یار کا رنگ

ردیف ل

حق ہے جو مخلوق کہتی ہے یہ ساری یا رسولؐ / سورہ ہے قرآن کا صورت تمہاری یا رسولؐ

پھٹ گئی جان ہو گئی فرقت تمہاری یا رسولؐ / آشنائی درد سے ہے غم سے یاری یا رسولؐ

منفعل اللہ کے آگے نہ ہونے دو ہمین / روز محشر جس گھڑی ہو روبکاری یا رسولؐ

طرقہ گو تھے جلو مین حضرت روح الامین
عرش پر جب آپکی آئی سواری یا رسول

جانکنی کے مشکلین کیا بیست سب آسان ہون
پاس آجاؤ جو وقت دم شماری یا رسول

کون اتارے اسکو بجز دست شفاعت روز حشر
بوجھ عصیان کا مرے سر پر ہے بھاری یا رسول

ہو عنایت شربت دیدار کا نسخہ ہمین
ہو رہا ہے دلمین درد بیقراری یا رسول

ہے مجھے تکیہ شفاعت پر تمہاری یا نبی
عمر ساری مین نے عصیان مین گذاری یا رسول

کر دو روز ہجر کو تبدیل روز وصل سے
کب تلک کرتا رہون مین آہ زاری یا رسول

مرہم الطاف رکھو تا بھلا چنگا ہو یہ
تیغ فرقت کا ہے دلپر زخم کاری یا رسول

ہے خدائی متفق اسباب کے اثبات پر
آپکے محتاج ہین نوری و ناری یا رسول

کیون نہ ہو گل غنچہ دل زائرین کا صبح و شام
ہے مدینے کی ہوا باد بہاری یا رسول

حشر مین بے آبرو ہم کو نہ ہونے دیجیے
آپ ہی کے ہاتھ ہے عزت ہماری یا رسول

مرحبا معراج کی شب سے تمنے پیش کبریا
جیت لی بازی شفاعت کی نہ ہاری یا رسول

حضرت عیسی کو اتنا کب ملا رتبہ بلند
عرش پر نعلین کب تمنے اتاری یا رسول

صورت اپنی چاند سی تم صاف کو دکھلا تو دو
تا کجا ہر شب کرے اختر شماری یا رسول

ولہ

یہ چارون مین ہوا سے بہار خندہ گل
نہین ہے باد صبا اعتبار خندہ گل

ہم اسکو دامن باد صبا سے پونچھین گے
جمی جو رخ پہ تمہارے غبار خندہ گل

صبا یہ چیز نکرا سے ہزار زمزمہ سنج
خدا کے قبضے مین ہے اختیار خندہ گل

تمھارے خندۂ دندان نما پہ مرتا ہون
قطار مین نہین میری شمار خندۂ گل

چمن سے اپنا اُٹھا آشیان نہ ای بلبل
بہارِ باغ ہے تا انتظار خندۂ گل

یہی ہے گریۂ شبنم کی وجہ اے بلبل
نہین چمن مین ثبات و قرار خندۂ گل

زبانِ خار سے یہ گل کھلا ہستی سے تری
نہین ہے باغ مین عز و وقارِ خندۂ گل

نہ ہوگی بلبلِ مفلس غنی زرِ گل سے
اگر ہزار کرے روزگارِ خندۂ گل

چمن مین آ کے تجلی کرے جو ای موسیٰ
ہو برقِ طور ابھی شرمسارِ خندۂ گل

نہ گوش گل نے سنا نالۂ ہزار افسوس
نہ دیدۂ بلبل گریان بہارِ خندۂ گل

جو ایک بار ہو گلشن مین ذکر خندہ دہان
تو پھر کبھی نہو بلبل نثارِ خندۂ گل

امید امید مین بلبل نے دی قفس مین جان
ہزار حیف نہ دیکھی بہارِ خندۂ گل

بہارِ شادی و غم ای نسیم کب دیکھین
اگر ہو گریۂ بلبل کنارِ خندۂ گل

چمن مقام ہے رونے کا ای نسیم سحر
ہوا ہے اب کوئی دم مین بہارِ خندۂ گل

مزاج اپنا تکلف سے ہے بری اے صاف
نہ دیکھیے کبھی نقش و نگارِ خندۂ گل

ردیف م

ہو سے منفعل قضا سے ہم
مر چلے یار کی ادا سے ہم

نہ گئے اُنکی مانگ کے نزدیک
دور ہین خطِ استوا سے ہم

حالِ زلفِ بتان نہین معلوم
کالے کوسون پہ ہین گیا سے ہم

تیغ ناز بتان پہ کیا الزام
چاہتے تھے یہی خدا سے ہم

چشم بیمار کے ہیں بیمار
ہو سکے ملتجی شفا سے ہم

وہ تو آتے نہیں خدا کی قسم
کب تلک دل کو دین دلاسے ہم

ذکر شاہی سے رنج ہوتا ہے
ڈرتے ہین سایہ ہما سے ہم

ایسے جنون چھیڑ چھاڑ ٹھیک نہین
اندنون رہتے ہین خفا سے ہم

نہ کرے کوئی ذکر سیم بران
نسخ ہین ارباب کیمیا سے ہم

کیون مسیحا کو دیتے ہو تکلیف
زیست سے رہتے ہین خفا سے ہم

مبتلا عشق کے مرض مین ہین
اچھے ہوتے نہین دوا سے ہم

وہ تو دربار عام کرتے ہین
کہہ نہین سکتے کچھ حیا سے ہم

بت ہین کیا مال جب نگر جائین
مانگ رہین التجا خدا سے ہم

کیا جنون زا ہے عشق گل رویان
صاف لڑتے رہے ہوا سے ہم

پاس گل کے ہین بہ رنگ خار ہم
ہو گئے آخر گلے کے ہار ہم

ہین خدای کافر و دیندار ہم
سبحہ رکھتے ہین نہ کچھ زنار ہم

جو پڑے ہین زیر قصر یار ہم
ہین کسی کے سایۂ دیوار ہم

ہم کلامی ہے کسی گل رو کے ساتھ
منہ مین رکھتے ہین زبان خار ہم

محتسب کا ڈر نہ ہے شحنے کا خوف
مے اڑاتے ہین سر بازار ہم

صورت صحت نظر آئی یا نہین ‌ شکل چشم یار ہین بیمار ہم

نوشدارو کیون کھلاتی ہین طبیب ‌ چشم میگون کے ہوئی بیمار ہم

جستجو ہے اک مہ بیمہر کی ‌ سو گئے ہین کوکب سیار ہم

حج کعبہ حاجیون کو ہو نصیب ‌ کرتے ہین طوف مکان یار ہم

زندگی مین بھی خیال مرگ ہے ‌ باندھتے ہین گنبدی دستار ہم

مانتے ہین کیون یہہ شیخ و برہمن ‌ ہین ولی حق نہ ہین اوتار ہم

صاف کیا غم ہے اگر مجبور ہین

ہین غلام احمد مختار ہم

ردیف ن

مری غزل مین بر تی بات کا پیام نہین ‌ کسی کو رنج ہو ایسا مرا کلام نہین

غرض نہین مجھے مذہب سے ہو نہین بندۂ عشق ‌ بتون سے کام ہے مجکو خدا سے کام نہین

یہ مسئلہ ہی مجھے اے شیفتہ خوب ہی یاد ‌ دیار عشق مین معشوق و سے حرام نہین

برنگ نقش قدم ہون زمین کا پیوند ‌ نظر مین جب سے وہ محبوب خوشخرام نہین

ہلال عید ہے ناقص حضور ابرو کے ‌ تمہارے رخ سے مقابل مہ تمام نہین

نہین ہے غم نکل آئے جو مہر مغرب سے ‌ شراب خوار ہون توبہ سے مجکو کام نہین

حرم پہ دیر پہ ایمان یہ کچھ نہین موقوف ‌ وہ کون جا ہے جہان انکا قیام نہین

[illegible] مطلب مدام اے داغؔ ‌ ہون مست مے مجھے دیر و حرم سے کام نہین

خموش صبح قیامت تلک ہو گا یہ
جگر کا داغ ہے روشن چراغ شام نہین

نہو یقین تو پوچھو جناب یوسف سے
حضور عاشق دل دادہ ہون غلام نہین

کلام ہے تو وجود دہن مین ہے بجا
تمھارے مصحف رخ مین مجھے کلام نہین

خیال عارض و گیسو مین شاد ہون دن رات
یہ غم جو قبضے مین اقلیم روم و شام نہین

کیا ہے یار نے موقوف نامہ و پیغام
سواے موت کسیکا یہان پیام نہین

شہید ہوتے ہین لاکھون ہی تیغ ابرو سے
حباب غم ہمین گرداب مین حمام نہین

ہزار دن رند کرین کیون نہ اقتدا میری
امام میکدہ ہون کعبے کا امام نہین

جناب صاف یہ کرتے ہو گفتگو کس سے
رقیب آپکے کچھہ قابل کلام نہین

آ گیا کچھہ ذکر کاکل باغ مین
سنکہیا کھائے نہ سنبل باغ مین

گل بنا ہے ساغر مل باغ مین
پیجئے مے بے تامل باغ مین

پھر گیا چھاتی پہ پھر سنبل کے سانپ
کھولدی اُس نے جو کاکل باغ مین

ہو گیا سودا اثر رخسار کا
چاک ہے پیراہن گل باغ مین

جب سے وہ غنچہ دہن ہے جلوہ گر
کہل رہا ہے اور ہی گل باغ مین

آئین مصحف رو زیارت کے لئے
بلبل مضطر کہا ہے قل باغ مین

پھول سے رخسار دکھلا دو جو تم
گل پہ گل کھائے رگ گل باغ مین

صاف ہے پیرنگ گلشن کی ہوا
آشیان باندھے نہ بلبل باغ مین

ہمنے دیکھی ہی ہین ایسی بشر کی ہڈیان
کیمیا اگر کیون نہ عاشق ہون ہمارے یار پر
عضو ایک اک کہہ اُٹھے گا روبرو اللہ کے
لکھتے لکھتے ہوگئی شل ہاتھ پیغام وصال
بعد مردن لیگئے اگر سگ کوچۂ بتان

بال سے باریک ہین اُس موکمر کی ہڈیان
نقرئی سارا بدن ہے اور زر کی ہڈیان
ایکدن دینگی گواہی خیر و شر کی ہڈیان
پھرتے پھرتے گھس گئی ہین نامہ بر کی ہڈیان
گور کی آخر ہوئین اپنی نہ گھر کی ہڈیان

خم نکرتے تھے تکبر سے تو گردن صاف کل
ٹھوکرون مین آج ہین افسوس سر کی ہڈیان

جب سے ہو چاند نظر وہ سے نہان
موت نے فرقت مین بچایا ہمین
باغبان کیا ہو گیا صیاد کو
ہے مجھے تکلیف زندان سے زیاد
عرش اعظم ہے نشانہ آہ کا
کیون زیارت کیلئے آتے ہین لوگ
کون ہے ایسا کہے جلاد کو
کہتے ہین ہم مست پی پی کر شراب
پردۂ غفلت اگر اُٹھ جائیگا
چھوڑ کر جائین کہان صیاد کو

دل ہمارا چاک ہے مثل کتان
کس قدر تمنے کیا ہے ناتوان
میری جانب سے ہوا ہے بدگمان
کہہ رہی ہے جسم سے فرقت مین جان
ہے فرشتون کی زبان پر الامان
موسے معنبر ہین موئے میان
کب تلک تڑپا کرین نیم جان
تا ابد آباد ساقی کی دکان
ایک ہی ہو جائینگے سب این و آن
ہم قفس کو جانتے ہین آشیان

کوئی مونس ہے نہ کوئی غمگسار
کون ہے کس سے کرین دل کا بیان

کسقدر ہے ناتوانی ہجر مین
سر ہوا ہے جسم پر بار گران

کیون مرے اشعار پر جلتے ہین لوگ
مین نہین سے اے صفاف کچھ آتش زبان

شرط ہے انصاف اے چرخ کہن
کیا ہمین سہتے رہین رنج و محن

شاعرون کے سب یہ ہین وہم و گمان
ہے کمر اسکی نہ ہے اسکا دہن

مرگیا ہون گلرخون کی یاد مین
برگ گل کا چاہیئے مجکو کفن

بوے گیسو جاے گر تاتار مین
مول مٹی کے بکے مشک ختن

آپ ہی انصاف سے فرمایئے
ہجر مین کب تک سہون رنج و محن

ماہ کنعان ڈوب جائے شرم سے
آپ دکھلا دین اگر چاہ ذقن

جی مین ہے دیر و حرم کو ڈھایئے
تا نہ جھگڑین پھر یہ شیخ و برہمن

کب تلک یارب سفر کرتا رہون
یاد آتے ہین سب مجھے اہل وطن

جامۂ تن بس ہے بعد زندگی
ہم نہین اے چرخ محتاج کفن

ایکدن آئے نہ تربت پر کبھی
جیتے جی کے تھے عزیزان وطن

واہ کیسی دی مسیحا نے دوا
اور دونی ہوگئی دل کی جلن

روتے روتے فرقت جانان مین صفاف
دونون آنکھین ہوگئین گنگ و جمن

پڑ گیا جو پرتو ابروے جاناں آب مین
موجِ دریا ہو گئی شمشیرِ عریاں آب مین

عکس افگن جب ہے رخسارِ جاناں آب مین
حضرتِ الیاس بھی پڑھتے ہین قرآں آب مین

دیر و کعبہ مین جو ہو اُس بحرِ خوبی کا بیان
غرق ہو جائین ابھی گبر و مسلماں آب مین

یہ اُٹھا طوفان ہمارے نے کسی دلسوز کے
مچھلیاں سب ہو گئین ای یار بریاں آب مین

وہ اگر خورشید رُو اُلٹے لبِ دریا نقاب
ہو ہر اک گرداب رشکِ مہرِ تاباں آب مین

بحرِ دنیا سے عبث ڈرتے ہین یہ اہلِ فنا
غرق کب ہوتا ہے بعدِ مرگ انساں آب مین

دیکھ لے چاہِ زنخداں کو اگر اُس یار کے
ڈوب جائے شرم سے پھر ماہِ کنعاں آب مین

گر لبِ دریا ہوس ہو شعر سننے کی ہمین
ہو زباں موج سے دریا غزلخواں آب مین

ہو گیا سروِ سہی کا تختہ سارا سطحِ آب
عکس افگن کیا ہوا ہے قدِ جاناں آب مین

روتے دم جب شمع رویوں کا تصور آگیا
آگئی مجکو نظر سیرِ چراغاں آب مین

کھول دیتے ہین وہ سر کے بال جب ہنگامِ غسل
ہمکو دکھلاتے ہین سیرِ سنبلستاں آب مین

جب دمِ گریہ تصور آگیا اُس زلف کا
ہو گئی ہر موج مجکو مارِ پیچاں آب مین

عکس افگن ہو لبِ رنگین جو اُس محبوب کا
صاف پیدا ہو ابھی لعلِ بدخشاں آب مین

لی رہا ہو وہ جو گل گردِ گلستاں باغ مین
باغباں نے کیا بنایا ہے دبستاں باغ مین

چل کبھی تو اے مرے رشکِ گلستاں باغ مین
چہچہے کرتے ہین بلبل گل ہین خنداں باغ مین

اے جنوں ہرگز نہو ذکرِ بیاباں باغ مین
چاک کر لیگا ابھی ہر گل گریباں باغ مین

عکس افگن ہو اگر رخسارِ جانان باغمین ‏ ‏ پھول ہو سورج مکھی کا مہرِ تابان باغمین

تو جو آجاے پئے سیرِ چمن اے غنچہ لب ‏ ‏ ہو عیان پھولا پھلا اور اک گلستان باغمین

باغِ ہستی مین ہی یون اُس گل کی مجکو جستجو ‏ ‏ بوے گل جسطرح ہوتی ہے پریشان باغمین

کیون نہ دیوانوسی ٹکراتی پھرے صبحِ نسیم ‏ ‏ ہو جو وہ سروِ سہی اے گل خرامان باغمین

شادی و غم دونون ہین توام چمن مین دہر کے ‏ ‏ خندہ زن ہر ایک گل شبنم ہے گریان باغمین

یاد جب آتا ہے اے گل مصحفِ عارض ترا ‏ ‏ طفلِ غنچہ ہر سحر پڑھتا ہے قرآن باغمین

قصدِ گلگشتِ چمن کرتا ہے وہ آئینہ رو ‏ ‏ ہو نجاے نرگسِ بیمار حیران باغمین

اُسکے زلف و رخ کا ذکر آیا ہے شاید اے صبا ‏ ‏ منقبض ہر غنچہ ہے سنبل پریشان باغمین

صفاؔ قدمون پر گرا شمشاد سائے کی طرح ‏ ‏ سیر کو آیا جو وہ سروِ خرامان باغمین

گلستان سے جب گذرتے ہین ‏ ‏ دیکھ کر مردے ہمکو ڈرتے ہین

کرے تعمیر کوئی دنیا مین ‏ ‏ آپ چھُدّا ہمین یہ دھرتے ہین

ہم گذرتے ہین جان سے اپنی ‏ ‏ آپ جب اسطرف گذرتے ہین

ہو گیا کیا ہمین خدا جانے ‏ ‏ بندگی ان بتون کی کرتے ہین

وہ جو اٹکھیلیوں سے چلتا ہے ‏ ‏ چال پر لوگ اُسکی مرتے ہین

نام کو ایک استخوان بھی نہین ‏ ‏ کیون لحد پر ہما اُترتے ہین

کیا کہین حال دل کا تم سے صفاؔ ‏ ‏ جو جو قسمت مین ہے وہ بھرتے ہین

آجائیگی جو یار کی تصویر ہاتھ مین
سمجھونگا آگئی مری تقدیر ہاتھ مین

تیغ نگاہ بس ہے مرے قتل کے لیے
قاتل نے لی چھری دم تکبیر ہاتھ مین

ساقی کا دہیان آئے اگر روز عید فطر
ہو جاے جام مے قدح شیر ہاتھ مین

کرتا ہے خاک دیکہئی کسکو آسمان
پہنی ہے تمنے سونے کی زنجیر ہاتھ مین

عاشق ہوا ہون اک بت بیدرد کا مگر
اللہ کر ہے عزت و توقیر ہاتھ مین

مصحف سے کام کیا مجھے پوچھتی سے کیا غرض
رکھتا ہون راتدن تری تصویر ہاتھ مین

قابو ہے جان پر نہ جگر پر ہے اختیار
جبسد سنے تیر ہے دل دلگیر ہاتھ مین

کیونکر رفو کرون جگر چاک چاک کو
سوزن ہے اور نہ رشتۂ تدبیر ہاتھ مین

ہی مرغ دل نشانۂ مژگان جانستان
مانو کہا حضور نہ لو تیر ہاتھ مین

ہوتا ہے قتل اشارۂ ابرو سے اک جہان
رکھتے ہین آپ کس لئے شمشیر ہاتھ مین

مہندیکا چور قبضے مین ہی جب سے آپ کے
موسیٰ کیطرح رکھتے ہین تنویر ہاتھ مین

جب سے گدا سے عشق کا کلمہ پڑہا ہے صاف
مین نے کبھی نہ لی غزل میر ہاتھ مین

اکسیر وہ ہے مرے تاثیر ہاتھ مین
ہو جاے خاک صورت اکسیر ہاتھ مین

لون کیون نہ انکی زلف گرہگیر ہاتھ مین
دیوانہ کے ضرور ہے زنجیر ہاتھ مین

فرصت نہین ہے انکو سر مو بناؤ سے
شانہ ہے اور زلف گرہگیر ہاتھ مین

دلمین جو اُس کے روئی ہنسنا کا دھیان ہے
مصحف بھی چاہیے مع تفسیر ہاتھ مین

لکھتا ہون وصف یار کی چشم سیاہ کا
خامہ ہے میل سرمۂ تسخیر ہاتھ مین

شاید اسیر زلف تمہارا نکل گیا
وحشت لیے جو پھرتی ہی زنجیر ہاتھ مین

کسطرح ہو نہ زیر قلم و زمین شعر
ملک سخن کی ہے مری جاگیر ہاتھ مین

تصویر تیرے وحشی کی اس رنگ سے کھینچ
پیرو مین بیڑیان ہون تو زنجیر ہاتھ مین

کھینچے گا میم چہرۂ عشاق پر ضرور
لیگا جو وہ قلم دم تحریر ہاتھ مین

ڈستی ہے بن کے مار سیاہ دشت بہال
یون کسطرح جسے زلف گرہ گیر ہاتھ مین

گر شمع سر اٹھائے ترے رخ کے سامنے
پروانے لیکے آئینگے گلگیر ہاتھ مین

یارب بروز حشر جو محشر مین آئی صاف
ہو کفش پاے حضرت شبیر ہاتھ مین

کیا کرونگا پلنگ مرقد مین
ہی بہت جاے تنگ مرقد مین

کیا رہی ہے جو لاش کو میری
خاک ہے یا پلنگ مرقد مین

شوق کوئی بتان نے مارا ہی
چاہیئے اک سرنگ مرقد مین

نہین طاقت کرون سوال و جواب
ہون فرشتو سے تنگ مرقد مین

بعد مرنے کی دل سے لگے کیونکر
ہی فقط خاک و سنگ مرقد مین

ق

رکھکے کہتا ہے لاش کو میری
وہ بت خانہ جنگ مرقد مین

شب فرقت کے جاگنے والے
سوو ہو بیدرنگ مرقد مین

دیکھکر محو آئینہ رو کو
ہین نکیرین دنگ مرقد مین

شوخیان وہ لکے دم کے ساتھہ مین
گڑے سب تنگ ڈھنگ مرقد مین

عشق مژگان مین جان دیتا ہون
لیچلا ہون خدنگ مرقد مین

یاد آتا ہے سبزۂ رخسار
ہے مجھے فکر زنگ مرقد مین

اُسکی رحمت کے مین فدا اے صاف
اور ہی کچھہ ہے رنگ مرقد مین

زمین پر نقش پائے یار کو جسوقت پاتے ہین
سمجھ کر جان کا تعویذ آنکھون سے لگاتے ہین

وہ دشمن ہین مری جو شمع تربت کو بجھاتے ہین
موے پر بھی ہمین یہہ مثل پروانہ جلاتے ہین

مرا افسانہ سنکر طعن سے کہتے ہین محفل مین
خیالی ہین جو کچھ آتا ہے اپنے جی مین گاتے ہین

رقیبون نے ابھارا ہے نہ کیون بہکائین آخر کو
نہین وہ مانتے ہین لاکھہ ہم انکو مناتے ہین

ہلال عید قربان دیکھکر شوق شہادت مین
ترے خنجر کو اے قاتل گلے سے ہم لگاتے ہین

تری تلوار سے بھی گر کوئی پڑجاتی ہے تن پر
وہان زخم اے قاتل ہمارے مسکراتے ہین

جہان کروٹ بدلتے ہین تو اک بھونچال ہوتا ہے
تری کشتی بھی زیر خاک کیا اودھم مچاتے ہین

دکھایا دیدہ بازی نے نتیجہ یہہ ہمین آخر
یہان آنکھون مین دم آیا ہے وہ سرمہ لگاتے ہین

بہاتا ہے وہ بت ناآشنا کے ساتھہ گنگا مین
یہان ہم آنسوؤن کے ماندن دریا بہاتے ہین

جھٹکدیتے ہین دامن صاف آکر مرے مرقد پر
وہ مشت خاک کو بھی میری مٹی مین ملاتے ہین

گو خاک پہ سایہ سا پڑا ہون
قدموسی پر آپکے لگا ہون

ہر باتین کیون جلاتے ہین آپ — مین آتش غم سے جل رہا ہون
ہے جب سے خیال ابرون کا — مانند ہلال جھک رہا ہون
وہ شوخ جو پیستا ہے مجکو — عاشق تو نہین ہون مین حنا ہون
کیون ہنس کے چھڑکتے ہو نمک تم — فرقت مین کمال بے مزا ہون
وحشت کا مری نپوچھو عالم — سائے سے مین اپنے بہاگتا ہون
کیا آب بقا سے کام اے خضر — مین جان سے ہاتھ دہو چکا ہون

ابرو جن کا قضا کی ہے تیغ
صاف انکے ادا پہ مر رہا ہون

مفت اپنی جنس دل جاتی رہی سرکار مین — مال بکنے کا نہ تھا بکتا وہ کیون بازار مین
کشمکش رہتی ہے ناحق کافر و دیندار مین — ایک ہی رشتہ تو ہے تسبیح مین زنار مین
میٹھی نظرون سے جو دیکھا تمنے ہم ٹھنڈے ہوئے — تھا ملا زہر ہلاہل شربت دیدار مین
بوئے زلف عنبرین جا اگر اے باد صبح — مشک سارا مول مٹی کے بکے تاتار مین
جوہری عینک چڑھا کر دیکھے گر یاور نہو — چھپ گئے دانتون کی چمک سے در شہوار مین
قتل کس کس کو کریگا وہ بت نازک مزاج — زور ہاتھون مین نہین اور دم نہین تلوار مین
آپ کی رفتار نے کیسی قیامت کی بپا — سر پٹک کر یک بیک مرجانے لگے کہسار مین
جس سے باتین کین وہ اک دم مین ششدر ہو گیا — سحر ہے یا معجزہ ہے یار کی گفتار مین
رنگ تو لانے دو اس رشک چمن کو بلبلو — دیکھنا کیا کیا شگوفے پھولین گے گلزار مین

بیچ مین آ جائے گا سنبل بھی دیکھے گا اگر
تیری مژگان کے تصور نے کیا ہی جو اس

پیچ ہین ایسے تمہاری لٹ پٹی دستار مین
آنکھ میری لگ گئی ہے وادیِ پُرخار مین

آب آب آئینہ ہو جائے حلب کا کیا عجب
صاف ایسی ہے صفائی آپ کے اشعار مین

رہ گیا کھیت کوے قاتل مین
حسرتین دل کی رہ گئین دل مین

لوٹہ مین جسکی جوار ہے مجنون
ہے وہ لیلے ہر ایک محمل مین

یاد آتا ہے مصحفِ رخسار
ہر مکان مین ہر ایک منزل مین

ذقنِ یار مین نہین ہے خال
اک فرشتہ ہے چاہِ بابل مین

جان سے ہم گذر گئے لیکن
بدگمانی ہے یار کے دل مین

شبِ غم مین حواس بھی گم ہین
کون دیتا ہے ساتھ مشکل مین

عشقِ گیسو مین غل مچائین نہ کیون
ہم ہین جکڑے ہوئے سلاسل مین

ق

مین ہون عاشق نہین ہے دخل مجھے
واعظو شرع کے مسائل مین

مگر انداز و ناز و غمزۂ یار
مین ہون مشغول ان مشاغل مین

گھر خدا کا ہوا صنمخانہ
بت لگے بسنے کعبۂ دل مین

چار تارون پہ ہے فلک نازان
سیکڑون داغ ہین مرے دل مین

کلمہ اُن کا سحر لگا پڑھنے
ہو گیا ان بتون کی محفل مین

صاف کیا غم عذابِ قبر سے ہے
دوست مشکل کشا ہین مشکل مین

کل نہیں کچھ بے میسر آج اگر زر ہاتھ میں / لے گیا دنیا سے کیا اپنے سکندر ہاتھ میں

روز اول سے ہمیں جام و درکا شوق ہے / عہدِ طفلی میں بھی تہا دامانِ مادر ہاتھ میں

تیغ ابرو کا اشارہ بس ہے شوق کے لئے / آپ خنجر کس واسطے رکھتے ہیں خنجر ہاتھ میں

کی سبو دست وصلی ... رو یانِ جہان / آئین کیونکر گردشِ افلاک اختر ہاتھ میں

تحریر یوں نے لکھا کسکے قد موزون کا وصف / ہو گیا خامہ مرا شاخِ صنوبر ہاتھ میں

زور ہے دیوانگی کا مجکو روز بار ہے / پہاڑ ڈالوں آئے گر دامانِ محشر ہاتھ میں

ہم فقیروں کو نہیں آرائشِ دنیا سے کام / تیغ کب رکھتے ہیں قاتل بن جو ہر ہاتھ میں

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے گلستان لطف ہے / یار ہے بر میں گلے ہے اور ساغر ہاتھ میں

ہے یہہ خواری تیرے دیوانوں کی صحرا میں کہ ہی / خاک سر پر خار پاؤں میں ہے پتھر ہاتھ میں

بھیجدیں ہم لکھ کر اسکے سبزۂ خط کا جواب / آئو جائے کوئی زنگاری کبوتر ہاتھ میں

خاکساری کم نہیں ہے نسخۂ اکسیر سے / ہو گیا پارس لیا ہمنے جو پتھر ہاتھ میں

یہہ دعا ہے صحابت کی پاؤں سعادت درو حشر / ہو مرے اللہ نعلینِ پیمبر ہاتھ میں

گرچہ طولِ عمر لا ثانی نہیں / خضر سے ہمکو پشیمانی نہیں

خون روتا ہوں فراقِ یار میں / چشم تر میں بوند بھر پانی نہیں

یار کے نقشے سے شرماتے ہیں / حیف ہے صد حیف ہے مانی نہیں

آئینہ رو یوں سی الفت ہے مجھے / کون کہتا ہے کہ حیرانی نہیں

لب پہ خندہ دل مین ہی تصویر یار
زلفِ جانان بھی پریشان ہی بہت
آب خنجر سے بجھے کیا تشنگی
شاعری کیا بلکہ ہر علم مین

صورت آئینہ حیرانی نہین
کچھ فقط مجکو پریشانی نہین
جس سے لب تر ہون یہ وہ پانی نہین
فیض صاحب کا کوئی ثانی نہین

چھوڑ دو عشق بتان بہر خدا
صاف یہ شانِ مسلمانی نہین

علاج دردِ الفت سی وہ ننگ و عار رکھتے ہین
نہین کرتے کبھی محراب مین کعبے کی ہم سجدہ
کرین تعظیم ساقی کی اگر ہم عیب کیا اسمین
دلِ مجروح کو پھر سبزہ خط کا تصور ہے
غرض کچھ بھی سے ہی اصلاً نہ مطلب دیر یا رب
ہزارون قتل ہو جاتے ہین اک جنبش سی ابرو کی
عیادت کیلئے جاتے نہین ہر چند مین اک دن بھی
مسلمان کا فرم بندار دو کا فر مسلمانم
خرام ناز سے ہر گام پہ فتنے ہوئے پیدا
ہوئی ہین جب سے خط و زلف کی سرکار مین نوکر
نہین ہین غائبانہ ویسے جیسے روبرو مین کچھ

بہت پرہیز عیسی سے ترے بیمار رکھتے ہین
نظر مین جب سے اُنکا ابرو خمدار رکھتے ہین
سبھی مے نوش پاس خاطر خمار رکھتے ہین
ہم اپنے زخم دل پر مرہم زنگار رکھتے ہین
عداوت مجھسے ناحق کافر دیندار رکھتے ہین
بتان ہند ناحق ڈھال مین تلوار رکھتے ہین
مسیحا ہو کے بیمار و لینے ننگ و عار رکھتے ہین
کبھی ہم سبحہ رکھتے ہین کبھی زنار رکھتے ہین
قیامت زیر پا شاید یہ خوش رفتار رکھتے ہین
جلو مین ہم بھی اپنے فوج مور و مار رکھتے ہین
کہان ہم سے صفائی آئنہ رخسار رکھتے ہین

پڑیگا اک نہ اک دن صاف اپنے کام مین رخنہ
کئی رخنے نئے اُن کی درودیوار رکھتے ہین

دہان سی مین نہین اُٹھتا جہان ہون — سراپا نقش پائے رفتگان ہون

برنگِ بو ہر اک گل مین نہان ہون — نہان نظرون سی ہون لیکن عیان ہون

کیا ہے وقف مین نے جان و دل کو — نگہبان ہون مین اُنکا پاسبان ہون

مجھے دیر و حرم سے کیا غرض ہے — تمہارے آستان کا پاسبان ہون

نہین ہے فرق کچہ اس مین سرمو — اسیرِ طرۂ زلفِ بتان ہون

عمامہ حضرتِ واعظ سنبہالین — اُڑا لے جاؤن گا رندِ جہان ہون

اِدھر کرتی ہین زلفین کا نا پھوسی — اُدھر فرماتے ہین سرکار ہان ہون

حکومت ہے مجھے ملکِ سخن مین — شہِ اقلیمِ معنی و بیان ہون

ہمیشہ محو ہون فکرِ کمر مین — قسم ہے غیب دانکی رازدان ہون

خدا حافظ مرے ایمان و دین کا — ازل سے کافرِ عشقِ بتان ہون

کسی پر بھی نہین کھلتا مرا حال — معما ہون کہ یارب چیستان ہون

مری خلقت ہوئی ہے خار و گل سے — بہارِ باغ ہون یا دِ خزان ہون

اثر ہے سحر کا ہر شعر مین صاف
نہین ساحر مگر جادو بیان ہون

دہری ہین پیش ابرو و مژہ تیر و کمان دونون — نشانہ ایکدن ہوجائینگے پیر و جوان دونون

شب غم مین جو ہین آہ و نالہ و فغان دونون
لگین ہونے تہ و بالا زمین و آسمان دونون

کہان اب جام جہان ہے اور کہان قصر جمشیدی
گئے گزرے ملے سب خاک مین نام و نشان دونون

کوئی عاشق نہین گر تک تماشا کفر و ایمان کا
دیار عشق تک پہنچے نہین سود و زیان دونون

بیان کیا کیجیے وصف لب شیرین کی تاثیرین
بھری ہین قند کے کوزے مری کام و زبان دونون

نہین معلوم ابھی یہ دلربائی کس نے سکھلائی
گیا وہ طفل نادان بھول سب بچے رہان دونون

نہین ممکن رہائی ای پری پیکر قیامت تک
پھنسے ہین دام گیسو مین تمہارے انس و جان دونون

کرون مدح دہن کیونکر لکھون وصف کمر کیونکر
نہین رکھتی نظیر اپنی جہا مین این و آن دونون

خدا سے تا ملانا قدرت فرمان قضا و قدرت
تیرے رہون منت مین مکان و لامکان دونون

نہین پھرتے ہین ٹکڑی مانگتے در در صفا طینت
میسر گھر مین ہر آئینہ کے ہے آب و نان دونون

جو دیکھین صاف رخسار جناب شیخ سعدی بھی
تو رکھین طاق نسیان پر گلستان بوستان دونون

جاہل ہے غیر اس سے کہو سمجھے جو پڑھے ہین
کیا ان سے گفتگو جو لکھے اور پڑھے ہین

اے صاف ذکر ابروِ قاتل کہان تلک
بس قصہ مختصر کہ ہین ارن بڑے ہین

ردیف و

تم سمجھتے ہو یار کیا مجھکو
سے کہتے ہو جو بھلا برا مجھکو

رات دن ہے تصور اس بت کا
گھر مرا ہو گیا گیا مجھکو

رشتہ ہا ہوت بتون کا نام جو من
نہین معلوم کیا ہوا مجھکو

عاشق جدھر ہون جدھر دیکھون
نظر آتا ہے اژدہا مجھکو

مفت بدنام خلق مین ہو گے
اے بتو کیا خدا کو دو گے جواب
دیکھو اچھا نہیں خدا سے ڈرو
تن کا ہے یہ دہ ساتھ ہے ای صاحب

اے مسیحا نہ دو دوا مجکو
تم نہ دو گے جو دل مرا مجکو
مفت مین کرتے ہو خفا مجکو
خلق کہتی ہے کہ برا مجکو

آب دندان نے بہایا موتیو نکی ہار کو
دیکھنے پاتا نہیں ہون دولت دیدار کو
دیکھ لین وہ گر تمہارے گیسو و رخسار کو
پڑ گئے ہین سیکڑون رخنے ہمارے کام مین
اک مہینے سے ہون نہیں مشتاق دکھلا دو مجھے
کہوٹے داموں بھی زلیخا مول یوسف کو نہ لے
عشق کے بندے ہوے مذہب سے کچھ مطلب نہین
دیکھ کر بدلے ہوئے تیور مسیحا کہہ اُٹھے
خاک پر ہی جسم لیکن آسمان پر ہے دماغ
کچھ قیمت کا کہیں کیا آ گئے ہین بیچ مین
سیر کو جاتا تو ہے وہ رشک گلشن بے نقاب
تو ہے انسان اور وہ حیوان کچھہ نسبت نہین
دیکھ کر رخسار گل ہون خار چشم خلق مین

ہائی ہائی ہنس کے کرتے ہو در شہوار کو
نیند کیسی آگئی ہے طالع بیدار کو
گبر و مومن توڑ ڈالین سبحہ و زنار کو
بند کر لو جلد اپنے رخنۂ دیوار کو
خلق کہتی ہے مہ نو ابروے خمدار کو
جاے گر یوسف ہمارا مصر کے بازار کو
بندگی کہہ دو ہماری کافر و دیندار کو
کام صحت سے نہیں ہے چشم کی بیمار کو
جانتے ہین جب سے اک محبوب مہ رخسار کو
دیکھ کر اُس جنگجو کی لٹ پٹی دستار کو
آگ لگ جائیگی [illegible] کر دن دیکھنا گلزار کو
کبک کی رفتار کب پہنچے تری رفتار کو
سرو مٹی ہی ملے دیکھے جو قد یار کو

اے پری یہ جی میں ہی کچھ بڑے ہم بھی چھوڑین
آنکھہ اٹھا کحل جواہر کے طرف دیکھوں نہ صاف

چھوڑتا دن بھر نہین سایہ تری دیوار کو
طور کا سمجھا ہوں سرمہ خاک پائے یار کو

دکھ ہی الفت کے خریدارونکو
آنکھین پتھرا گئین او خانہ نشین
ایک بھی جا کے وہان سے نہ پھرا
شرم سے بند ہوئین کب آنکھین
آب آب آئینے ہو جاتے ہین
کم ان کی نظر آتی ہین
ملک الموت نظر آتے ہین
ہین جو انداز و ادا غمزہ و ناز
باندھتے ہین وہ جفا و نہ کمر
نظر آجائے جو وہ رشک چمن

دیکھہ آیا کرو بیمارون کو
تکتے تکتے ترے دیوارون کو
کیا اجل کھا گئی ہرکارون کو
نیند آتی نہین بیمارون کو
دیکھہ کر آئینہ رخسارون کو
دیکھتا غیب کے اسرارون کو
اے مسیحا ترے بیمارون کو
بیر ہے مجھہ سے نہین چارون کو
مار ڈالین گے وفادارون کو
باغ کی سیر ہو بیمارون کو

ہو نہ انگشت نما مثل ہلال
صاف کیون دیکھتا ہے تارون کو

اتنا نہ ہجر یار مین تو بیقرار ہو
کسطرح مجھسے پرسش روز شمار ہو
زاہد شراب شوق سے ڈرتا ہی توبہ شب

اے دل نہ راز عشق کہین آشکار ہو
ایسا گہنہ نہین سے کہ حسبکا شمار ہو
یہ وہ نہین ہے نشہ کہ جس کا خمار ہو

نہ کرے حنا کف افسوس لال لال | رنگین مرے لہو سے اگر دست یار ہو

مارا ہے مجکو پنجۂ رنگین یار نے | پہلو مین میری گور کے نخل چنار ہو

طاؤس وار رکھتے ہین آتشین دشمنی | کیونکر اسیر زلف دل داغدار ہو

روشن ہے یہ داغ جگر اے نسیم صبح | پروا نہین ہے گل جو چراغ مزار ہو

دریا ہے سینہ یار تو ہے چشم تر صدف | کیونکر نہ اشک میرا در شاہوار ہو

ہو جائین صاف عیب ہنر روز حشر کے
مقبول یہ دعا مری پروردگار ہو

ہے سفر مین بھی خیال رخ جانان مجکو | منزل عشق ہوئی منزل قرآن مجکو

لب جان بخش مین اعجاز مسیحائی ہے | ہے ترا چاہ ذقن چشمۂ حیوان مجکو

مہ رخسار مین گیسو کا خیال آہی گیا | ہو گئی صبح وطن شام غریبان مجکو

بے سبب حال پریشان نہین یار مرا | یاد آتی ہے تری زلف پریشان مجکو

کثرت داغ جدائی نہین سر تا پا تک | شمع رویون نے کیا سرو چراغان مجکو

دون اگر گیسوی پر پیچ کو سنبل سی مثال | اژدہا بن کے ڈسے سرو گلستان مجکو

دیر سی کام نہ کعبے سے غرض ہے یارب | کس لیے چاہتے ہین گبر و مسلمان مجکو

چشم تر سے ہوئی سر سبز مری کشت امید | شکر کرنی نہ پڑی منت باران مجکو

یار کے دست حنائی پہ تصدق کرتا | ہاتھ آتا جو کبھی پنجۂ مرجان مجکو

شکوۂ جور بتان مین نکرونگا بخدا | کم نصیبی سے ملا رنج فراوان مجکو

ہم صفیرانِ چمن سے یہی کہتا ہون مین — گلستان تمکو مبارک ہو بیابان مجکو

صافؔ ہوتی ہی موے پر جو کبھی سنگی گور
یاد آتا ہے عذاب شب ہجران مجکو

سنگدل کو رحمت حق سے نہین کچھ فائدہ — یہ تو ممکن ہی نہین بارانسے پتھر سبز ہو

رات دن ہو چشم دریا بار اپنی جوش پر
کیا عجب اے صافؔ اگر کشتِ مقدر سبز ہو

ردیف ہ

ہی ہجر مین دل بلبلِ نالانِ مدینہ — ہی سینہ پُر داغ گلستانِ مدینہ

دیوانۂ گیسوئے رسولِ عربی ہون — مسکن ہے مرا کوہ و بیابانِ مدینہ

دیکھون نہ کبھی کحل جواہر کی طرف مین — پاؤن جو کبھی خاک بیابانِ مدینہ

پوچھی نہ کبھی حضرتِ یوسف کو زلیخا — صورت جو دکھا دین مہ کنعانِ مدینہ

عشق کمرِ حضرتِ والا مین موا ہون — مدفن ہو میانِ لحدستانِ مدینہ

ہی سینۂ بے کینہ مرا مطلع خورشید — ہی داغ جگر مہر درخشانِ مدینہ

مصروف ہین تہلیل مین تسبیح مین ذرات — واللہ ملائک ہین سب انسانِ مدینہ

حضرت کا جو روضہ ہی وہ ہی روضۂ فردوس — ہم شوکتِ رضوان ہوا دربانِ مدینہ

آتا ہے نظر خلق کو وہ نور کا ٹکڑا — ہی مہر ہر اک ذرۂ رخشانِ مدینہ

آجائین نظارے کے لئے موسیِ عمران — معمور تجلی سے ہے میدانِ مدینہ

ہین آٹھ پہر روضۂ اقدس سے مشرف
ہین کیا ہی جوان بخت جوانانِ مدینہ

یہ آرزو ہے تا ابدالدہر الٰہی
سرسبز رہے سروِ گلستانِ مدینہ

شاہانِ جہان دیکھکے حیران سے رہینگے
محشر مین جب آئینگے گدایانِ مدینہ

سعدی کی گلستان سے نکہت خاک ہو رنگین
ہے پیشِ نظر میرے گلستانِ مدینہ

موقع ہے اگر حضرت داؤد بھی آئین
ہین نغمہ سرا مرغِ خوش الحانِ مدینہ

لاحول ولا کیون نہ پڑہین نام پر اُسکے
ہے فرقۂ وہابیہ شیطانِ مدینہ

کہدینگے ہم اُسے صاف یہ بلقیس کے منہ پر
ہر مور مدینہ سے ہے سلیمانِ مدینہ

ہے یہ حیرت سے ترا رُو آئینہ
رو برو رکھتا ہے کیون تو آئینہ

عارضِ شفاف دکھلا دو جو تم
کیون نہو جائے اُڑنچھو آئینہ

روی روشن کے مقابل آئی کیا
دیکھ ہی لے چشم و ابرو آئینہ

دیکھ کر چہرہ ترا اسی طرح
روئے گا آٹھ آٹھ آنسو آئینہ

اُسکی بے دیکھے مکدر کیون ہو تو
کر چکا ہے کچھ تو جادو آئینہ

محوِ حیرت ہو گئے پہلو نشین
ہے ترا ہر ایک بازو آئینہ

اپنی قسمت پر وہ اترانے لگے
دیکھ لے گر انکا زانو آئینہ

گر نہین ہے شوقِ خود بینی تجھے
مول کیون لیتا ہے پہر تو آئینہ

روئے روشن کو نظر لگ جائیگی
تو نہ دیکھ او یارِ خوشرو آئینہ

تیرے جوہر سے کرے جب ہمسری — لائے پھٹے چشم وابرو آئنہ
کھا گیا منہ کی یقین ہی اکدن — تاکتا ہے جو ترا رو آئنہ
اے سکندر قلعی کھل جائے ابھی — دیکھ لے گر آئنہ رو آئنہ
چاہتی ہین گبر و مومن کیون اسے — نے مسلمان ہے نہ ہندو آئنہ
جیسے دکھلائی ہے تونے آنکھ اسے — ہو گیا ہے چشم آہو آئنہ
عکس افگن رخ جو تیرا ہو کبھی — کیون نہو گرداب ہر جو آئنہ
دولت دیدار لیتا ہے چرا — دیکھتا رہتا ہے قابو آئنہ

پیٹھ کے پیچھے سے ہے کچھ منہ پر ہی کچھ
کب ہوا ہے صاف کیسو آئنہ

بعد مردن رکھ لیا ہے سرہن مین آئنہ — ہو گیا ہر ایک داغ دل کفن مین آئنہ
مر چلا ہون عشق روئے آئنہ رخسار مین — یہ وصیت ہے مری رکھدین کفن مین آئنہ
تاکتی رہتی ہے منہ ہر ایک گل کا جب نہ — کسنے دکھلایا ہے نرگس کو چمن مین آئنہ
صورت درد والم ہی آتی ہے مجکو نظر — دیکھتا ہون گر کبھی رنج و محن مین آئنہ
دیکھ کر اس کی صفائی دنگ ہے ہر آدمی — جسم ہے اس یار کا پیرہن مین آئنہ
مین وہ دیوانہ ہون عشق آئنہ رخسار مین — چشم آہو بن گئی ہے صاف بن مین آئنہ
کردیا ہے حیرتی عالم کو روئے یار نے — رات دن رہتا ہے دست مرد و زن مین آئنہ
ہر گلی کوچے مین صدہا آئنہ رو پھرتے ہین — آئنہ ہی کیا آئے جو بازار دکن مین آئنہ

آمد آمد تو نہین اُس آئنہ رخسار کی
ایک دن منہ کی نہ کہا جائے بھری محفل مین پھر

کس لئے حیرت زدہ ہے انجمن مین آئینہ
تاکتا تو ہے ترا منہ انجمن مین آئینہ

شمع رو آئین اگر محفل مین اپنی بے نقاب
صاف پروانہ بنے گا انجمن مین آئینہ

جو دکھلادا ابرو کے جوہر ہمیشہ
کردن نذر سرکار کے سر ہمیشہ

نہ آیا جواب ایک بھی خط کا اپنے
ہوئے ذبح میرے کبوتر ہمیشہ

تن و سر مین اک روز ہوگی جدائی
رکھے گا اگر دانت خنجر ہمیشہ

پھر آتے ہین کھوئے ہوئے گیسوؤنکو
بلا لاتے ہین میرے سر پر ہمیشہ

نہ آیا کسی رات وہ غیرت مہر
رہی ٹکٹکی جانب در ہمیشہ

اگر ہجر دندان مین روتے رہین ہم
لگین حلق مین سستے گوہر ہمیشہ

رہ عشق مین رنج دو نے اٹھائے
لگی ہمکو ٹھوکر پہ ٹھوکر ہمیشہ

وہ بت گھر سے باہر نکلنے نہ پایا
ترستے رہے دیدۂ تر ہمیشہ

یہ پرداغ ہے دل کرامت تو دیکھو
رہی ڈھیر پر گل کی چادر ہمیشہ

کہے لاؤ گل کی گہ مہر و مہ کی
کہین پھبتیان انکے منہ پر ہمیشہ

خدا کی قسم لوگ در پر بتون کے
ہوئے ذبح اللہ اکبر ہمیشہ

رہی خاک کب میری کوچہ مین تیرے
اڑا لے گئی باد صرصر ہمیشہ

مصفا ہوا جب سے آئینہ دل
رہا محو حیرت سکندر ہمیشہ

بناتے ہو بارہ دری کس لئے تم
رہا کرتے ہین صاف ششدر ہمیشہ

ردیف ی

دل سے طپش غمکی ہماری نہین جاتی
کب آپ ہین دیکھے بیماری نہین جاتی

تاثیر مری آہ کی اتنی تو ہوئی ہے
میلون ہین وہ غیرونکی اٹھاری نہین جاتی

چھینٹا کوئی دیجائے نہ پھر آکے لب بحر
اس ڈر سے وہ دریا کے کنارے نہین جاتی

کرتے ہی نہین سیر تماشے کا ارادہ
باہر وہ کہین گھر سے ہمارے نہین جاتی

جنبش نظر آئینہ سے ہے جوہر و زسے اسکے
کرنیکو چمن کے بھی نظارے نہین جاتی

سر اپنے جیبدن سے ہی شانی کو چڑھایا
سر چھوڑ کے میرا کہین آرے نہین جاتی

کس روز نہ نکلا ترے عاشق کا جنازہ
کس شب نہ ترے گھر سے اتارے نہین جاتی

کوٹھے پہ اگر جا رہے وہ ماہ نہین غم
کیا چرخ فلک نالے ہمارے نہین جاتی

پیری نے چھڑایا ہے معشوق سے ہمکو
اسپر بھی جوانی کے خسارے نہین جاتی

ہم آنسوؤنکے بحر مین کبتک رہین ڈوبے
دم بھر کہین اغیار کنارے نہین جاتی

ہین بے ادب اغیار چلے جاتے ہین بحکم
ہم گھر مین بغیر انکے پکارے نہین جاتی

مرتے ہین گلے کاٹ کے اغیار ہزار ہا
قاتل ترے ابرو کے اشارے نہین جاتی

پیدا اگر دے صاف کوئی یار طرحدار
دن زیست کے بے یار گزارے نہین جاتی

جب تک مجھسے لن ترانی ہے | کونسی بات تمنے مانی ہے
بیٹھین ہم دور غیر بیٹھین پاس | ظلم ہے یہہ کہ مہربانی ہے
عشق شیرین سے ہات دہو فرہاد | عاشقی مرگ ناگہانی ہے
در قاتل پہ جان دے بیٹھین | بات ہمنے یہہ جی مین ٹہانی ہے
کب کُھلی محرم اُسکی بہول گیا | یاد چڑیا کی اِک کہانی ہے
شب غم ہوگئے فقر و سب | ہم ہین بستر پہ ناتوانی ہے
دیکھہ کر میری چشم دریا بار | دل سمندر کا پانی پانی ہے
ایکدن جان بہی کہاویگا | دل ہمارا عدو سے جانی ہے
مجکو جو رنگ کرنے دیکھہ ہی لو | گر تمہین تیغ آزمانی ہے
اے دل زار ہو نہ زیر و زبر | آئیگی وہ جو پیش آنی ہے
حال دل نیار یو سنے کیا پوچھین | ہمنے دنیا کی خاک چہانی ہے
مرگئے ہم مگر یقین ہین | اُسکے جی مین یہہ بدگمانی ہے
موت سر پر کہڑی ہے تیشہ لئے | کوہکن محو تیشہ رانی ہے
دیکھہ کر بوٹے جائے صحن بہشت | واہ اگنائی کیا سہانی ہے
آپکے ہم قدم نہ چہوڑینگے | جبتلک جان تن مین باقی ہے

صاف سے بہی سلوک کچھہ کرلو
پہر کہان موسم جوانی ہے

بگڑی جو مرے ساتھ وہ اب تک نہ بنی ہے
منظور مگر آپ کو خاطر شکنی ہے

جس دن سے مری یار کو ہے شوق سفر کا
ہر چند وطن میں ہوں مگر بے وطنی ہے

ہے سینۂ شفاف ترا جب سے نظر میں
دن رات مجھے مشغلۂ سینہ زنی ہے

رخسارۂ روشن سے نہ دو بدر کو تشبیہ
نوک مہ نو یار کے جوتی کی انی ہے

مخلوق سے کیا کام ہے خالق سے غرض ہے
محتاج سب فقرا میں مگر اللہ غنی ہے

تیر نظر یار کا میں جب سے ہدف ہوں
چھاتی مری چھلنی کی طرح خوب چھنی ہے

ہر بات میں ہے ذائقۂ قند مکرر
اللہ نے دی انکو بھی شیریں دہنی ہے

مر جائے اس بت سے کسی روز نہ ملئے
مدت سے یہی دل میں مری بات ٹھنی ہے

زلفوں کی ثنا وصف اے صاف کہاں تک
بیاں ہو کروں میں نافۂ مشک ختنی ہے

مدنی زیب گلوئے سیم تن زنجیر سونیکی
زہے طالع زہے قسمت بنے تقدیر سونیکی

سراپا رنگ تیرا جیسی قدرت خدا کی ہے
نہیں ہے مال کچھ آگے تری تنویر سونیکی

کہا خالق نے اس زر کے پیکر کا دیکھ کر چہرہ
خدا نے ہاتھ سے اپنے گھڑی تصویر سونیکی

زہے رنگ ڈالونگی لکھے اوصاف میں کیا کیا
مرے دیوانگو در کار ہے تحریر سونیکی

طلائی زیوران سیمیں تنوں کو زیب دیتا ہے
جہاں میں ہو نہ کیونکر عزت و توقیر سونیکی

زیادہ نقد جاں سے بھی عزیز اسکو سمجھتے ہیں
موئی جاتے ہیں الفت میں جوان و پیر سونیکی

مجھی کہتے ہیں ایسی گفتگو کیجے مہوس سے
شب وصلت میں جب کرتا ہوں میں تقریر سونیکی

مہ نو دیکھ کر جسکی چمک چکر میں آجائے
وہ تیرے پاؤں میں بیڑی ہی ترتیور ہونگی

برائے فاتحہ آنے لگے زرین قبا والے
ہماری قبر پر ہونے لگی تعمیر ہونگی

بت قاتل کا میں نے نام پارس انکا رکھا ہے
چھری لوہے کی ہوتی ہے دم تکبیر ہونگی

نہ باندھو آہنی تلوار تم مخمل جواہر سے ہو
سپر چاندی کی بنوالو کوئی شمشیر ہونگی

طلائی حسن والے کے جو زیر سایہ چلتے ہو
وہ دن گے صاف اکدن آپ کو جاگیر ہونگی

وہ مجکو دم میں دیکھ کے عجب چال چل گئے
وعدے کی شب جو آئی تو گھر سے نکل گئے

ہاں راہ عشق میں سر دیا کی خبر نہیں
سب اپنے پاؤں سے گئے ہم سر کے بل گئے

سونگھی جو مین نے زلف معنبر شب وصال
بیداد باغ میں جو ہوئے تھے خلل گئے

ای سرو خوش خرام جب آیا چمن میں تو
کبک دری پہاڑ کے جانب نکل گئے

کچھ یاد بھی ہے نشہ میں کیا کیا سنا دیا
کیا کیا کلام آپ کے منہ سے نکل گئے

کل سبز باغ خوب دکھایا تھا آپ نے
پھر آج مجکو روغن قاز آکے مل گئے

اللہ رے سوز عشق کہ گرمی سے استخوان
کچھ کچھ تو جل کے خاک ہوئی کچھ پگھل گئے

کوٹھے پہ جاکے سو رہے بعد آدھی رات کے
اٹھ کے محل پہ ہم جو گئے بے محل گئے

منصوبے آج سب مجھے بگڑے نظر پڑے
شطرنج کی کچھ ایسی وہ کل چال چل گئے

جب آگیا ہے اس مژہ خونفشاں کا ذکر
خنجر کے ہاتھ سیکڑوں ہی دل پہ چل گئے

کیا دیکھتے ہو سوئے فلک لے نقاب ہو
منہ پر سے مہر و ماہ کئی بار ٹل گئے

بے رشک باغ کاڑی کہاتا ہے مجکو باغ
بیت الحرام کا سفر اے شیخ ہے عبث
دریا بھی جسکو دیکھہ کے ہوتا ہے آب آب

تاثیر تیغ موج نفس سینہ مین ہے
وہ شئی ہے کونسی جو نہین تیری گھر مین ہے
وہ بحر موج خیز مری چشم تر مین ہے

کیا کام مجکو آئینہ خانے سے خلق کے
اے صاف یار آئنہ رو میری گھر مین ہے

دمبدم غیر ہے حالت اپنی
دیکھی آئنہ مین صورت اپنی
جیتے جی جس سے دہو ڈالین ہاتھہ
بے اجل زلف نے مارا ہم کو
عاشقونمین جو لکہا یا چہرہ
تن خاکی جو بچھڑ جائیگا
دل جگر دونون پھکے جاتے ہین
نیک و بد مین نہ کیا فرق کبھی

کہین کس سے یہ مصیبت اپنی
کھل گئی صاف حقیقت اپنی
کون جھیلے گا مصیبت اپنی
شام کو ہو گئی رحلت اپنی
اور کچھہ ہو گئی صورت اپنی
دور ہو جائے گی کلفت اپنی
بڑھ گئی حد سے حرارت اپنی
سمجھے ہم رنج کو راحت اپنی

صاف رحمت سے خدا نے بخشا
کام کب آئی عبادت اپنی

مدت سے ہے تلاش کہ وہ دلربا ملے
کیا مجکو خالی ہاتھہ اُٹھانے سے فائدہ

یارب کبھی تو دل کا مرے مدعا ملے
دست دعا کبھی تو عزا بد تیا سے ملے

گھل گھل کے مر رہا ہوں فنی شربت و سفوف
جیسے مریض خال کو حب شفا ملے

ڈوبا ہوں بحر عشق میں دندان یار کے
مضمون دو ملے کہ دُرِ بے بہا ملے

یوسف وہ ہوں عزیز بھیجوںگا مصر تک
اخوان جو چھوڑ دیں تو مجھے بھیڑیا ملے

اک بیقرار طائر بسمل نما ہوں
جب تک نہ آپ کا ورد دولت سرا ملے

یکجا رخ حسن و عشق کے دونوں ہیں رتبہ دان
مسند ملے اُنہیں تو مجھے بوریا ملے

دیکھوں نہ آئینہ کیطرف آنکھ اُٹھا کے میں
اے صاف مجکو شعر اگر آپ کا ملے

عشق میں موت آنیوالی ہے
کس مصیبت میں جان ڈالی ہے

او مسافر سفر کا قصد نکر
اس مہینے کا نام خالی ہے

نسبت انسان سے کچھ بھی ہے نہیں
یہ جمالی ہے وہ جلالی ہے

کیوں نہو روز قتل عید کا دن
شکل تلوار کی ہلالی ہے

اُنکا جو مقرر ہے وہ دو معنی
اُنکی جو بات ہے وہ گالی ہے

آئے جھٹکے ہنسن میں اے سب بھی
یہ مرے مقبرے کی جالی ہے

کس کی گل کی جستجو ہمکو
ہاتھ میں پھول کی جو ڈالی ہے

بھر دے اے ساقی آج جام پہ جام
ہاتھ ان میکشوں کا خالی ہے

منزل گور او مسافر عشق
ایکدن آگے آنے والی ہے

دیکھ کر سینہ چھید رہا ہے مرا
کیسی کرتی کی تیری جالی ہے

صفاف مدت کے بعد آئے ہو
خیریت ہے مزاج عالی ہے

پرتو ہی بس ہے یار کی دیوار کا مجھے
کیا احتیاج سایۂ بال ہما سے مجھے

ایسا گھلا ہون فرقت گیسو مین اندنون
کوہ گران ہے جسم کا ہر رونگٹا مجھے

دیکھون کبھی نہ کحل جواہر اٹھا کے آنکھ
ملجائے آپکی جو کہین خاک پا مجھے

سیمین بدونکی یاد مین ہون گنج قبر مین
بعد فنا ہوئی ہوس کیمیا مجھے

ایجان جب سے مہد تن کا ہید ہ ساتھ ہے
ڈرتا ہون کھینچ لے نہ کہین کہربا مجھے

پنجے سے پنجہ مین نے ملایا نہ تہا کبھی
کیون شوخ پیستا ہے برنگ حنا مجھے

کیونکر شب وصال مین اوسنے ہم بغل
ناگن کیطرح ڈستی ہے زلف رسا مجھے

مانند زلف مین بھی چڑھون سر حضور کے
ملجائے مانگ کا جو کبھی راستا مجھے

آئینہ دل کا آپ ہی شفاف ہو گیا
کرنی پڑی نہ خاطر اہل صفا مجھے

زہر فراق یار کا تاثیر کر گیا
جیسے نہ دو خدا کے لئے کچھ دوا مجھے

محفل مین اے حضور کنکھیون سے غیر کو
کرتا ہے قتل آپ کا یون دیکھنا مجھے

اُنکی ادا سے کام ادا ہو گیا مرا
تیغ نگاہ ہو گئی تیغ قضا مجھے

جب وصف مین نے اُس مہ بیمہر کا کیا
مضمون صفاف ہاتھ لگا دور کا مجھے

تیغ ابرو اگر دو دہاری ہے
ہوئے مژگان بھی اک کٹاری ہے

آہ لب پہ ہے اشک جاری ہے
ہجر مین کیسی بیقراری ہے

کیا اٹھے بار تیغ قاتل کا
سر مرا میرے تن پہ بھاری ہے

عار ہے یا نہین تو سر خاک
اےجنون یہ ہماری خواری ہے

اوچھی اوچھے مین زخم تن کے مگر
دلپہ جو زخم ہے وہ کاری ہے

ہو گیا غش نظر پڑی جسپر
واہ واہ کیا نظر تمہاری ہے

ہے قیامت جلو مین اسکے صفاف
واہ کیا دھوم کی سواری ہے

آتے ہی نہین گھر سے وہ باہر کئی دن سے
بگڑا ہوا ہے اپنا مقدر کئی دن سے

اس ترک کا احسان ہی کردی جو سبکبار
ہی بار گران تن پہ مرا سر کئی دن سے

جی شہر مین لگتا ہے نہ صحرا مین الہی
چھائی ہے اداسی مرے دلپر کئی دن سے

بیماری ہجران کا برا روگ ہے سچ ہے
آرام نہین جان کو دم بھر کئی دن سے

مٹی مین ملاتا ہے جوانی کو ہماری
دل ہی ہے بت بے پیر کا تیور کئی دن سے

ہیچ اوہیچ کو پاس اپنے بٹھایا نکرین آپ
یان سینہ مین دم ہی تلے اوپر کئی دن سے

للتہ خدا انکے لئے صیاد رہا کر
آتا ہے بہت یاد مرا گھر کئی دن سے

کچھ حال سمجھتے نہین احباب دل کو
جو دل کی بدولت ہین تہ نگر کئی دن سے

کیا تم سے بیان مین کرون حال شب فرقت
کاٹے سے مجھے کہاتا ہے مرا گھر کئی دن سے

سنتے ہین نہین ناصح کی نصیحت کو و لیکن
قابو مین نہین ہے دل مضطر کئی دن سے

ہوش اپنے اڑے جاتے ہیں اس کا یہ سبب ہے
کچھ کچھ تو حنا کم ہوئی ہے شکر خدا کا

آیا ہنیں وہ ان جا کے کبوتر کئی دن سے
سوتے ہیں مرے ساتھ لپٹ کر کئی دن سے

سیر کس کی قضا آئی ہے معلوم نہیں صاحب
پھرتے ہیں وہ باندھے ہوئے خنجر کئی دن سے

کھنچتی ہے وحشت ترے دیوانے سے
چل کسی بستی میں اب ویرانے سے

دل کہا اندازوں کو دینا ہی نہ تھا
نفع کیا گوشے میں اب چلانے سے

ایک دن گلگیر لے گا انتقام
شمع جلتی ہے عبث پروانے سے

دم میں دم آتا ہے جب آتے ہو تم
جان جاتی ہے تمہارے جانے سے

آ چکی پیری جوانی جا چکی
اے دل اب مسجد میں چل میخانے سے

جمع خاطر یہاں پریشان ہو گئی
زلف سلجھانے لگو وہ شانے سے

جلوہ دیکھو ان بتوں کا دیر میں
فائدہ کیا ہے حرم کو جانے سے

رنج فرقت دیر ہی ہے کیا کروں
دل بہلتا ہی نہیں بہلانے سے

ہو گئی نادانی ہم سے پہلے ہی
حال دل کہنا نہ تھا بیگانے سے

یار کے کوچے سے مطلب ہے ہمیں
کام کعبہ سے نہ ہے بتخانے سے

میں وہ ہوں ساقی لنڈھا دوں خم کا خم
ہو نہ سیری ایک دو پیمانے سے

کیوں پریشانی بڑھاتے ہو مری
تم نہ الجھو زلف کے سلجھانے سے

دل کو کھیلو سے لگا کو پھینک دو
دوستی رکھتے ہو کیا دیوانے سے

سو رہو آؤ لپٹ کر کون ہے — وصل کی شب فائدہ شرمانے سے

پوچھ لو سبزے سے گر باور نہو — اِس چمن مین ہم ہین اک بیگانے سے

مین نہ جاؤنگا کسیدن شہر مین — کام دیوانے کو ہی ویرانے سے

صافؔ تنگ ہے ہجر مین فاقہ کشی — پیٹ بھرتا ہی ہین غم کھانے سے

دم مرے جان اُن کا بھرتی ہے — جن بتون پر خدائی مرتی ہے

ہم سلیمان ہین زمانے کے — روز گھر مین پری اُترتی ہے

وہ بلا نوش ہون کہ کھانے کو — آسمان سے بلا اُترتی ہے

ہے وہ محبوب ہم بغل جب سے — زندگی لطف سے گذرتی ہے

بیکسی بعد مرگ بھی نہ گئی — قبر کا اب طواف کرتی ہے

مین وہ بیمار عشق ہون عیسیٰ سے — موت نزدیک آتے ڈرتی ہے

دیکھ کر اُن کی زلف بکھری ہوئی — کیا طبیعت مری بکھرتی ہے

خاک عزت رہے گی زیور کی — زلف اب اُسکے کان بھرتی ہے

صافؔ سے چلئے سلام کو اک دن — سنتے ہین عاشقون مین بھرتی ہے

لب رنگین سے ہین لعل ہی دلبر پانی — تیری دانتون کی صفائی سی ہی گوہر پانی

تشنہ ہون دی تو نے مجھے شوخ ستمگر پانی — ہین آب دم شمشیر سے بہتر پانی

حشر تک ابر سے پانی جو نہ برسے نہ سہی
دیدۂ تر سے [illegible] پانی

کیا صفائی رخ آئینہ رُو ہے اسے یار
ہو گیا شہرہ [illegible]

سوزش عشق نے قاتل سے کیا شرمندہ
گرمی خون سے [illegible] پانی

یہ عجب ہے چھوٹے کی فرقت میں مری دیدۂ تر
ہو گئے شہر [illegible] پانی

عمر جاوید زر و زور سے ملتی ہو کہاں
[illegible] اختر [illegible] پانی

میرے رونے سے یہ طوفان اٹھا [illegible]
[illegible] خورشید [illegible] پانی

دیدہ تر سے کچھ آنسو نکل آئی شب ہجر
موج زن ہو گیا تا کوچۂ [illegible] پانی

زلف مشکیں کو اگر دھوئی وہ شاہ گلشن
ابھی ہو جائے سمندر کا [illegible] پانی

ختم نہیں تشنگی حشر کا مجھ کو جب رحم کرو
دیں گے اے صاف ابھی ساقی کوثر پانی

شعرگوئی کی یہ شہرت ہو گئی
دشمنوں کو صاف حسرت ہو گئی

جب مری تاثیر دعوت ہو گئی
انکو غیروں سے عداوت ہو گئی

عشق سے جب ہمکو بیعت ہو گئی
عقل دور اندیش حیرت ہو گئی

چین دم بھر آہ و نالہ سے نہیں
دل لگی بھی اک مصیبت ہو گئی

نقد دل جاتا رہا اک بوسہ پر
مفت کیا برباد دولت ہو گئی

جب سے آئینہ ہوا انکے روبرو
اور ہی کچھ انکی صورت ہو گئی

بات تک منہ سے نہ نکلی پیش یار
حضرت موسی کو لکنت ہو گئی

سخت جانی کا ہمارا ہو بعد مرگ
ہمکو قاتل سے ندامت ہو گئی

واہ ری تاثیر روے یار کی
آئینہ دیکھا تو حیرت ہو گئی

دل ہمارا جب مصفا ہو گیا
آئینہ رویون کو حیرت ہو گئی

اُنکے دل مین اور رنجش آگئی
حالِ دل کہنا شکایت ہو گئی

سچ تو یون ہے باعثِ عشق حجاب
کشف سب ہم پر حقیقت ہو گئی

دل نہ دین گے ہر کسیکو بھول کر
صاف اب ہمکو نصیحت ہو گئی

ایسے ہی طریق ہین شرم و حجاب کے
پردے حیا کی منہ پہ ہین بدلی نقاب کے

گھر ہو گیا ہے گور سے بدتر فراق مین
درد و الم مین مجکو فرشتے عذاب کے

مین ہون وہ مے پرست کہ بعدِ وفات بھی
بنتے ہین میری خاک سے کنگر شراب کے

کب ہی چراغِ صبح مین نورِ چراغِ شام
پیری مین ولولے نہین ہین ہی شباب کے

لکھ لین جو چاہین کاتبِ اعمال شوق سے
دیکھین گا روزِ حشر مین پرچے حساب کے

ہم مولوی جام ہین کچھ اسمین شک نہین
بوتل بغل مین رکھتی ہین بدلی کتاب کے

کہتے ہین لوگ بدر رکھت پاسے یار کو
اے چرخ ماہ نو ہے شاہ رکاب کے

آہِ شرر فشان ہی مری برق سے دو چند
فرقت مین دونون آنکھین ہین چھاگلے سحاب کے

کبر و غرور و بغض و دل سے مٹا سے
کاغذ خراب کرتی ہین تیری کتاب کے

خونِ جگر ہے ہمکو مئے ناب ساقیا
دل ہجر مین جلاتے ہین بدلے کباب کے

وہ آہ آتشین شرر افشان ہوئی تھی رات
چھٹکی رہین ہوائیان منہ پر شہاب کے

بے لطف ہجر یار مین ہی شغل میکشی
ہین گھونٹ زہر کے مجھے ساغر شراب کے

اُس گل کے ہجر مین نہین کھائی مین نے گل
تختے کھلے ہوے ہین جگر پہ گلاب کے

مطرب پسر کے عشق مین پیدا کیا کمال
تار نفس بھی تار ہین مین رباب کے

اے صاف لطف ہی ہے جوانی مین مغتنم
پیری مین دن نہ آئینگے عہد شباب کے

خار ہین ہم ہین اور صحرا ہے
عشق گلرو کا یہ نتیجا ہے

گر خفا ہم سے وہ مسیحا ہے
زیست کی بھی کسے تمنا ہے

لب پہ کب ان تو نکا شکوا ہے
عالم الغیب حق تعالے ہے

شام آتے ہین صبح آتے ہین
روز اک عذر ہے بہانا ہے

انکو فرصت نہین ہے سنتے ہین
جب نہ تب میدنی ہو میلا ہے

جمع ہے خلق کوے قاتل مین
مین تڑپتا ہون کیا تماشا ہے

کیا کرے گا مری مسیحائی
آپ بیمار خود مسیحا ہے

رٹ رہا ہون تو نکا نام جو مین
کعبۂ دل ہے یا کلیسا ہے

دونون آنکھون کا اجرا ہے بڑا
ایک جمنا ہے ایک گنگا ہے

ہو گئے غرق بحر الفت مین
دیدۂ تر نہین ہے دریا ہے

زندگی سے تنگ آیا ہون
آج ہو جاے کل جو ہونا ہے

ہاتھ آتے ہو تو کیا ہاتھ آئی تو کیا
کیسا ایک خام یار اسے ہے

کیون مکرتے ہو جیان و دل لیکر
کب سے ہے پنہان آشکارا ہے

آؤ تم جب تمھارا ہی جیا ہے
مین تمھارا ہون گھر تمھارا ہے

رخ و گیسو کی یاد مین اے صاف
کبھی اندھیرا ہے کبھی اجالا ہے

سوزش تری الفت کی چھپائی نہین جاتی
یہ عشق کی ہے آگ چھپائی نہین جاتی

آجائے اگر موت تو بہتر ہے الہی
تکلیف شب ہجر اٹھائی نہین جاتی

تم سے کبھی ہم دل مین بنا سکتے ہین لیکن
منھ پہ ترے اک بات بنائی نہین جاتی

ملنے کو جو شرماتے ہو بیدار نہین صاحب
کیا خواب مین بھی شکل دکھائی نہین جاتی

جو دل پہ گذرتی ہے اذیت شب غم مین
دل جانتا ہے ہم سے سنائی نہین جاتی

وحشت کے دن آئے ہین رفوگر کو سنا دو
ان روزون قبا اپنی سلائی نہین جاتی

قید غم گیسو سے رہائی ہو الہی
زلفون کی کڑی ہم سے اٹھائی نہین جاتی

کس روز بلا آتی نہین سر پہ ہمارے
کس رات تری زلف بنائی نہین جاتی

مین گھر کو تو نالون سے اٹھا لیتا ہون سر پر
او ہم دل مضطر سے مچائی نہین جاتی

ڈرتا نہین مین بار بھی اغیار اگر دین
تیغ ابرو کی ان سے لگائی نہین جاتی

بیماری فرقت مین غذا کھائیے کیونکر
سوگند تلک ہم سے تو کھائی نہین جاتی

وہ بیٹھین اگر پاس تو سب کچھ ہو گوارا
تکلیف جدائی کی اٹھائی نہین جاتی

بکنے نہ ہوسے خلق میں ہم بعد فنا بھی
لاشیں اپنی احبا سے اٹھائی نہیں جاتی

اللہ نگہبان ہے بیمار وفا کا
صحت کی علامت کوئی پائی نہیں جاتی

وہ نغمہ سرا ہوں چمن دہر میں آہی صفات
بلبل سے مری طرز اڑائی نہیں جاتی

ہر اک بات پر نامہ بر جائیگی
ہوا پر ہماری خبر جائیگی

قفس میں ہے بلبل ابھی چند روز
کہاں اڑ کے بے بال و پر جائیگی

چھپیں گے اگر سات پردوں میں آپ
ہماری نظر کام کر جائیگی

وہ دیوانہ ہوں جاؤنگا میں اُدھر
مری وحشت دل جدھر جائیگی

کریگا زمانے کا منہ کون بند
یہ رسوائی ہے در بدر جائیگی

در یار پر جب وہ ٹکرائے گا
تمنائے شوریدہ سر جائیگی

تری یاد دل سے نکلکر مرے
ٹھکانا کہاں ہے کدھر جائیگی

زمانے میں اندھیر ہو جائیگا
جو زلف انکی رخ پر بکھر جائیگی

پڑے گی اگر سر پہ تیغ نظر
جگر تک مری قضا اتر جائیگی

ماہ کنعان پر فقط شیدا زلیخا ہو گئی
تو وہ یوسف ہے خدائی تجھ پہ شیدا ہو گئی

کیوں عیادت کے لئے جاتی نہیں فرمائیے
کیوں تمھیں بیمار سے نفرت مسیحا ہو گئی

دوست تو کیا غیر کے بھی ہم شریک حال ہیں
جب کسی کو رنج پہونچا ہمکو ایذا ہو گئی

یار نے کس حسن سے موتی پروے مانگ مین
کہتے ہین سب کہکشان عقدِ ثریا ہوگئی

دل کھچا جاتا ہے میرا اس مسیحا کیطرف
پھر وہی بیماری الفت مجھے کیا ہوگئی

وصف کرتے ہی رقم تیری کمر کا او میان
میرے خامے کی زبان منقارِ عنقا ہوگئی

یہ خوشی تھی موت کی فرقت مین اس بیمار کو
صورتِ پیکِ قضا شکلِ مسیحا ہوگئی

کنجِ مرقد بس ہی میری دل لگی کیواسطے
یار کر مجکو محبت آپ تنہا ہوگئی

ہجر مین امید کسکو ہے وصالِ یار کی
زندگی آخر ہماری اے اجل آ ہوگئی

محتسب بھی دیکھنے آئی ہین سیرِ میکدہ
دورِ چشمِ مست مین بیشتر توبہ ہوگئی

سنتے ہین مجنون ہزارون ہوگئے ہشیار مغز
داستانِ زلفِ لیلا الفِ لیلا ہوگئی

کس بتِ فرعون وش کا کشتہ ہون جو قبر پر
لوحِ مرمر تھی سو لوحِ سنگِ موسیٰ ہوگئی

بعد مو کیا پوچھتے ہو حال روزِ قتل کا
مین یہ تڑپا موت جو دیکھو تماشا ہوگئی

وحشتِ دل نے ہماراساتھ چھوڑا ہی نہین
بعد مردن خاک میری گردِ صحرا ہوگئی

دو قدم چلنے نہ پایا ناز سے وہ خوش خرام
مردے جی اٹھے قیامت قد قد برپا ہوگئی

ابروے اس سفاک کا شمشیر ہے
جسکا ہر سر موی مژگان تیر ہے

سرخ مغزی اونکی دامن مین نہین
عاشقونکا خون دامن گیر ہے

اب تو وہ تعظیم بھی دیتے نہین
یہ مری تعظیم ہی توقیر ہے

کوہ غم پر ہی کمانِ بےستون
چشم جاری ہمکو جوے شیر ہے

جو کوئی عاشق ہوا قیدی ہوا — زلف پیچان آپ کی زنجیر ہے

بے بلائے وہ مرے گھر آگئے — واہ کیا اچھی مری تقدیر ہے

کیونسا ثابت ہوا مجھ پر قصور — آپ فرمائیں کیا تقصیر ہے

سجدہ مجنون کو مبارک ہو جنون — گھر ہمارا خانۂ زنجیر ہے

صاف اس کے ہم بھی دیوانے ہوئے
جس پری کی چاند سی تصویر ہے

زمین عشق آفت خیز اگر لین گے تو ہم لینگے — ترے کوچے مین ای سفاک گھر لین گے تو ہم لینگے

رقیبونکو سلح ہوکے آنے دو جناب اک دن — یہین چھین انکی سپر تیغ و سپر لین گے تو ہم لینگے

ہمارا کیا کریگا کوئی اس بازار عالم مین — پئے قتل عدو تیغ و سپر لین گے تو ہم لینگے

کسیکا منھ نہین ہے تم ہمارا منہ نہ کھلواؤ — لبون کو بوسے بے گنتی اگر لین گے تو ہم لینگے

اٹھاتے دو اٹھین فتنے کہانتک وہ اٹھائیں — رقیبونکی حضور اکدن خبر لین گے تو ہم لینگے

مزار کشتۂ گیسوے عنبر بار جانان پر — جلانے مشک کا نافہ اگر لین گے تو ہم لینگے

نظر آنے تو دو رخسار و گیسو وقت آرایش — بلائین دونونکی شام و سحر لین گے تو ہم لینگے

ارادہ کرکے جنگ زرگری کا امتحان کرلے — تجھے پہلو مین کھینچ ای سیمبر لین گے تو ہم لینگے

قریب مار و عقرب کوئی جا سکتا نہین ڈر سے — دو بوسے زلف و ابرو کی مگر لین گے تو ہم لینگے

یہ کہدی جا کے اوس بحر کرم سے ماجرا قاصد — ترے رخسار کے مچھے اگر لین گے تو ہم لینگے

جناب صاف صاحب کون یہ صدمے اٹھاتا ہے — وبال زلف پیچان اپنے سر لین گے تو ہم لینگے

رہنے مجھے دیتے ہی نہین ویہ وحرم مین
ہین دشمنِ جان گبر و مسلمان کئی دنسے

کیا اپنے تعشق کلیان حال کر دن مین
قابو مین نہین میرے دل وجان کئی دنسے

دانتون مین خلال آپ جو کرتے ہین سرِ بزم
اک خلق ہی بہ انگشت بدندان کئی دنسے

بوسے لبِ جان بخش کے لون پر نہین ملتے
ہے دل مین یہی حسرت ارمان کئی دنسے

اُس غیرتِ بلقیس کی کیونکر خبر آئے
آتا ہی نہین مرغِ سلیمان کئی دنسے

پھر شوق ہوا یار کمان دار کا ہمسکو
پھر دل مین کھٹکنے لگی پیکان کئی دنسے

ہون نزع مین آتا نہین وہ رشکِ مسیحا
ہوتی نہین مشکل مری آسان کئی دنسے

کس طرح سے ہوتا ہے دلدار رسائی
پیاسا ہے مرے خون کا دربان کئی دنسے

اُس گل کی جدائی مین کئے مین نے جو نالے
مرغانِ خوش الحان ہین پشیمان کئی دنسے

اے بت سرِ بازار نکھر کر نہ جیلا کر
کافر ہوئے جاتے ہین مسلمان کئی دنسے

بیمارِ محبت سے ہی غافل وہ مسیحا
کرتا ہی نہین درد کا درمان کئی دنسے

عاشق ہون کسی مصحفِ رخسار کا اے قدر
قائل ہین مرے حافظِ قرآن کئی دنسے

بُلبلون کی باغ مین تاثیرِ شیون دیکھیے
آتشِ گل سے پھکا جاتا ہی گلشن دیکھیے

شمع رو یون سے کیا کرتے ہین ہم مضمون رقم
ہے چراغِ بزمِ جانان طبع روشن دیکھیے

گیسوون نے پیچ ڈالا جب سے دلین آپکے
سیکڑون کالے ہوے ہین بیر دشمن دیکھیے

بل بے زورِ وحشتِ دل ایک ہی جھٹکے کے ساتھ
سیکڑون ٹکڑے ہوئی زنجیرِ آہن دیکھیے

طوقِ آہن کی نہین میرے لئے کچھ احتیاج
حلقۂ گیسو ہوا ہی طوقِ گردن دیکھیے

کونسا صیاد دشمن خوش نواؤنکا نہین
بلبلونکو سیکڑون اُجڑے نشیمن دیکھیے

پیس ہی ڈالین گے اپنے دلجلونکو شام تک
صبح سے ملتی ہین وہ دانتون پہ [illegible] دیکھیے

بس نہین چلتا لگا دین دیدۂ مینا کو ہم
چشمِ حسرت سے درِ جانان کی روزن دیکھیے

آسمانِ حُسن و خوبی کیون نہو وہ شہسوار
ہے ہلالِ عید ہر اک نعلِ توسن دیکھیے

عشق نے سیمین عذارون کے کیا وحشی مجھے
نقرۂ ہوجائے گی زنجیرِ آہن دیکھیے

جب سے اُس دیوانے کو جامہ دریکا شوق ہے
جسمِ عُریان ہے مرا مانندِ سوزن دیکھیے

بعد مرنیکے بھی ہی باقی مجھے شوقِ عُروج
گنبدِ چرخِ برین ہے میرا مدفن دیکھیے

حُسن یہ ہے دونون ہین وارفتہ جسکی یاد مین
عقل ہے معتقد ہین شیخ و برہمن دیکھیے

تنگ چشمونسے نہین آزاد طینت کو غرض
دامنِ صحرا نہین محتاجِ سوزن دیکھیے

ہوگئی ہین باغ مین شاید کسی بُلبل کی بھول
جا بجا نغمہ پڑھتے ہین قُلقُلِ مرغِ گلشن دیکھیے

ساتھ ہی لیجائیے اپنے دل پہ داغ کو
سیرِ گلشن خاک مین بھی بعدِ مُردن دیکھیے

صاف اُنکی روے روشن پر نہین کاجل کا تل
جلوہ گر کعبہ مین ہے ہندوے رہزن دیکھیے

دستِ وحشت سے کہو جامہ دری ہے کیسی
وائے زلف ہون شوریدہ سری ہے کیسی

ایکسان تیرے تصور مین ہے بیداری و خواب
ہوش کہتی ہین کسے بیخبری ہے کیسی

خود پسندیکا اگر شوق نہین ہے تو انہین
آرسی سامنے پھر اُنکے دھری ہے کیسی

پاؤن تھم ہو گئی ہیہات دلِ خانہ خراب — ڈھونڈھتی ہے تجھے دربدری ہے کیسی

دل لگانے کے نہین تیری سوا غم سے ہم — تجھکو ہم جانتے ہین حور و پری ہے کیسی

ایڑیان طالبِ دیدار رگڑتی ہین بہت — تیرے کوچے مین یہ بیداد گری ہے کیسی

غش سے جو نکلے وہ فرماتی ہین مجکو دمِ نزع — آپ مین آئیے یہ بیخبری ہے کیسی

ہم شبِ ہجر مین جیتے رہے تا وقتِ سحر — زندگی مثلِ چراغِ سحری ہے کیسی

الفتِ ساقیِ کوثر سے ہے دل مالا مال — یہ صراحی مے خالص سے بھری ہے کیسی

زلفِ مشکین کا اگر عشق نہین ہے تمکو
صاف پوشاک تمہاری اگری ہے کیسی

دن بدن فرقت مین لاغر حالِ جسمِ زار ہے — یہ نقاہت ہو گئی ہے ناتوانی بار ہے

عشقِ ابرو مین خیالِ چشمِ مستِ یار ہے — پاس مسجد کے بنا مجھ خانۂ خمار ہے

او پری پیکر تمہارے ہاتھ کا چھلا ملے — خاتمِ دستِ سلیمان کب مجھے درکار ہے

صورتِ آئینہ ہے مجکو ہر اک سنگِ مزار — بعدِ مردن بھی لحد مین حسرتِ دیدار ہے

دولتِ دیدار سے محروم ہے چشمِ امید — خوابِ غفلت مین ہمارا طالعِ بیدار ہے

گر ٹلے بنیاد مین اُسکی ہزارون خندہ رُو — قہقہا دیوار قصرِ یار کی دیوار ہے

زندگی کو مدت سمجھے ہم فراقِ یار مین — اسلیئے سر پر ہمارے گنبدِ دوّار ہے

دیکھ جاؤ اک نظر ورنہ بہت پچھتاؤ گے — اب مسیحا جان برلب آپکا بیمار ہے

یون ہی بیٹھے ہین بدمست لیکن تشنگانِ دید کو — اک نگاہِ لطف اے ساقی تری درکار ہے

اُسکی آنکھوں میں نہیں ہے سرمۂ دنبالہ دار
خلق کہتی ہے عصائے مردمِ بیمار ہے

جمع رہتے ہیں وہاں بھی سیکڑوں یوسف جمال
کوچۂ دلدار گویا مصر کا بازار ہے

رات دن ہے ٹکٹکی اپنی درِ دلدار پر
دیدۂ بینا بعینہ روزنِ دیوار ہے

تجھو آتش ملبوس کب ہے زخمیوں کو آپ کے
پیرہن کی جائے تن پر زخم دامن دار ہے

شکل روے یار کو سمجھا ہوں شکلِ ہندسی
حلقۂ زلفِ مسلسل حلقۂ پرکار ہے

تیر سے کچھ کم نہیں تھی مرے ناسور کی
ہر دہانِ زخم بھی گویا لبِ سوفار ہے

رات دن لکھتا ہوں میں اپنے دلِ سوزاں کا حال
یک قلم خامہ مرا منقار موسیقار ہے

صاف قامت سی تو آثارِ قیامت ہے عیاں
آفتاب حشر اک یار کا رخسار ہے

دو دن جہان تک بھی خضر اگر راہزن ملے
لازم سلوک ہے جو غریب الوطن ملے

تھوڑا سا رخت چاہیے اس باغِ دہر میں
بس ہے قبائے گل جو برائے کفن ملے

پھولوں کی جائے وادیِ ایمن میں ایکجوان
پتھر چڑھاؤں گر لحدِ کوہ کن ملے

یوسف کی طرح سے ہو مرا خاتمہ بخیر
یہ آرزو ہے نزع میں سیبِ ذقن ملے

مجھکو کلام تلخ سُناتے ہیں بے نقط
کہتا ہوں میں جو بوسۂ شیریں دہن ملے

کیونکر لکھوں نہ میں صفتِ زلفِ مشکبو
جائے قلم جو شاخِ غزالِ چمن ملے

منصور وار عشقِ قدِ زلفِ یار میں
جو کوئی حق کہے اُسے دار و رسن ملے

سمجھونگا اسکو خلعتِ سندس ہو نصیب
میلا جناب کا جو کوئی پیرہن ملے

کس سے مقام یار کا پوچھون پتا خضر
رہبر نہین ملے جو ملے راہزن ملے

فردوس کا چمن بھی ملے تو نہ ہو خوشی
نوروز ہو جو وہ بت گل پیرہن ملے

توڑون گا اُسکے سامنے پیمانہ عمر کا
مے خانہ مین جو ساقی پیمان شکن ملے

متفرقہ

بات کچھ کہتا ہون کچھ منہ سے نکلجاتی ہے
بارہا تیغ زبان نشہ مین چل جاتی ہے

پس مردن بھی کبھی جاے نہ کج طینت کی
بل تو [illegible] ہے رسن [illegible] جاتی ہے

کیا کرین آپ کی ہم چشم فسونگر کی صفت
آدمی کیا ہے بھلا دیکھو بھی جل جاتی ہے

نہین ٹوٹی ہین ابھی یار تری دود کی دانت
کیون بڑی منہ سے تری بات نکل جاتی ہے

اف ری گرمی جو کبھی سوز جگر لکھتا ہون
شمع کیطرح زبان خامہ کی جل جاتی ہے

باغ کی سیر کو اے سرو سہی چل تو سہی
ابھی رنگت رخ گلشن کی بدل جاتی ہے

اف ری گرمی بیان صفت چشم بتان
موم کی طرح زبان منہ مین پگھل جاتی ہے

کیون نہ جوہر کرین عشاق جو ہین ابرو کی
دمبدم آپ کی تلوار اُگل جاتی ہے

یاد آتی ہے کبھی صاف جو بیتابی دل
گور سے لاش پس مرگ نکل جاتی ہے

دنیا مین نہین کسکو سر زلف بتان ہے
سودا ہے کسیکو تو کسیکو خفقان ہے

آتے ہین زیارت کو عبث شیخ و برہمن
کچھ سوے پیمبر تو نہین سوی بتان ہے

ابرو ترا کچھ کم نہین محراب حرم سے
کعبہ ترا اے قبلۂ حاجات مکان ہے

واللہ مرے پر بھی رہی راہ بتوں سے
پتھر مری تربت کا مگر سنگ گراں ہے

عشق رخ و گیسو میں نہیں چین سر مو
دن رات مجھے شغل آہ و فغاں ہے

کیونکر نہ کہے خلق تجھے رشک مسیحا
کوٹھی پہ ترے چرخ چہارم کا گماں ہے

رفتار سے برپا ہے تری فتنۂ محشر
آثار قیامت تری قامت سے عیاں ہے

والشمس رخ یار ہے واللیل ہے گیسو
فرقت میں یہی آٹھ پہر ورد زباں ہے

ہم پلہ ترے کون ہے بازار جہاں میں
بیعانہ ترا قیمت یوسف سے گراں ہے

گریہ نے بنایا ہے مجھے مردم آبی
جام مژگاں کا ہر اک پاٹ مری آب رواں ہے

زنہار نہ سمجھیں گے یہ روباہ طبیعت
ای صافؔ مرا شعر ہر اک شیر ژیاں ہے

داغ دل جب نمایاں ہو گئے
انجم افلاک پنہاں ہو گئے

کر کے پابوسی ترے دیوانوں کی
سرخرو خار بیاباں ہو گئے

مر مٹے پر بھی رہے پامال ہم
گرد راہ کوئے جاناں ہو گئے

چین فرقت میں کسی پہلو نہیں
حضرت دل دشمن جاں ہو گئے

عشق میں اک آئینہ رخسار کے
صورت آئینہ حیراں ہو گئے

کیا کہیں اپنی پریشانی کا حال
ہمسر زلف پریشاں ہو گئے

دل ہمارا یار پر کیا آگیا
جان ہی جانے کے ساماں ہو گئے

حسن کا اب اسکے یہ عالم ہوا
دیکھ کر آئینہ حیراں ہو گئے

رفتہ رفتہ صورت نقش قدم
ہم مقیم کوے جاناں ہو گئے

خون پیتے ہیں فراق یار میں
ہم غذاے دردِ ہجراں ہو گئے

گفتگو کرنی جنہیں دشوار تھی
فیض صاحب وہ غزلخواں ہو گئے

واہ کیا عز و وقار فیض ہے
آل تمہارا روزگار فیض ہے

طایر جاں ہے اگرچہ دانہ ہا
دام دل شاخ ہزار فیض ہے

ریس کیا اسکو ہزار فیض سے
اے خضر یہ رہگذار فیض ہے

رو رہا ہوں نوروزہ ہے میری لئی
تیس دن فصل بہار فیض ہے

حج کعبہ ہو مبارک شیخ کو
ہم ہیں اور طوف مزار فیض ہے

چشمۂ خورشید سے کیا دوں مثال
دیدۂ تر اشکبار فیض ہے

ہر طرف سے ہے ادھر ہی رنگ بہار
جا بجا نقش و نگار فیض ہے

ہر گلی کوچہ ہے رشک عیش باغ
ہند سے بہتر دیار فیض ہے

سن کے حاسد کیا نہ کٹ جائیں گے صاف
شعر میرا ذو الفقار فیض ہے

ولہٗ

ہم تذکرہ گیسوے پیچاں نہیں کرتے
جمعیت خاطر کو پریشاں نہیں کرتے

کیوں عزم سیہ کلبۂ احزان نہین کرتی
اقرار ہی کرتے ہین نہ انکار الٰہی

ویرانو کو آباد مری جان نہین کرتے
کیا بات ہے وہ منہ سے کبھی ہان نہین کرتے

متفرق

زندگی ہو جاتی کیونکر وہ ہنسی چھوٹ جاے
زرد مرجاتی ہے اگر جب کہین جھک ٹوٹ جائے

تمام شد